عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | یکم تا ۸ر جمادی الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵ر جنوری ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۲

کرسی پر نماز
مسائل و ہدایات

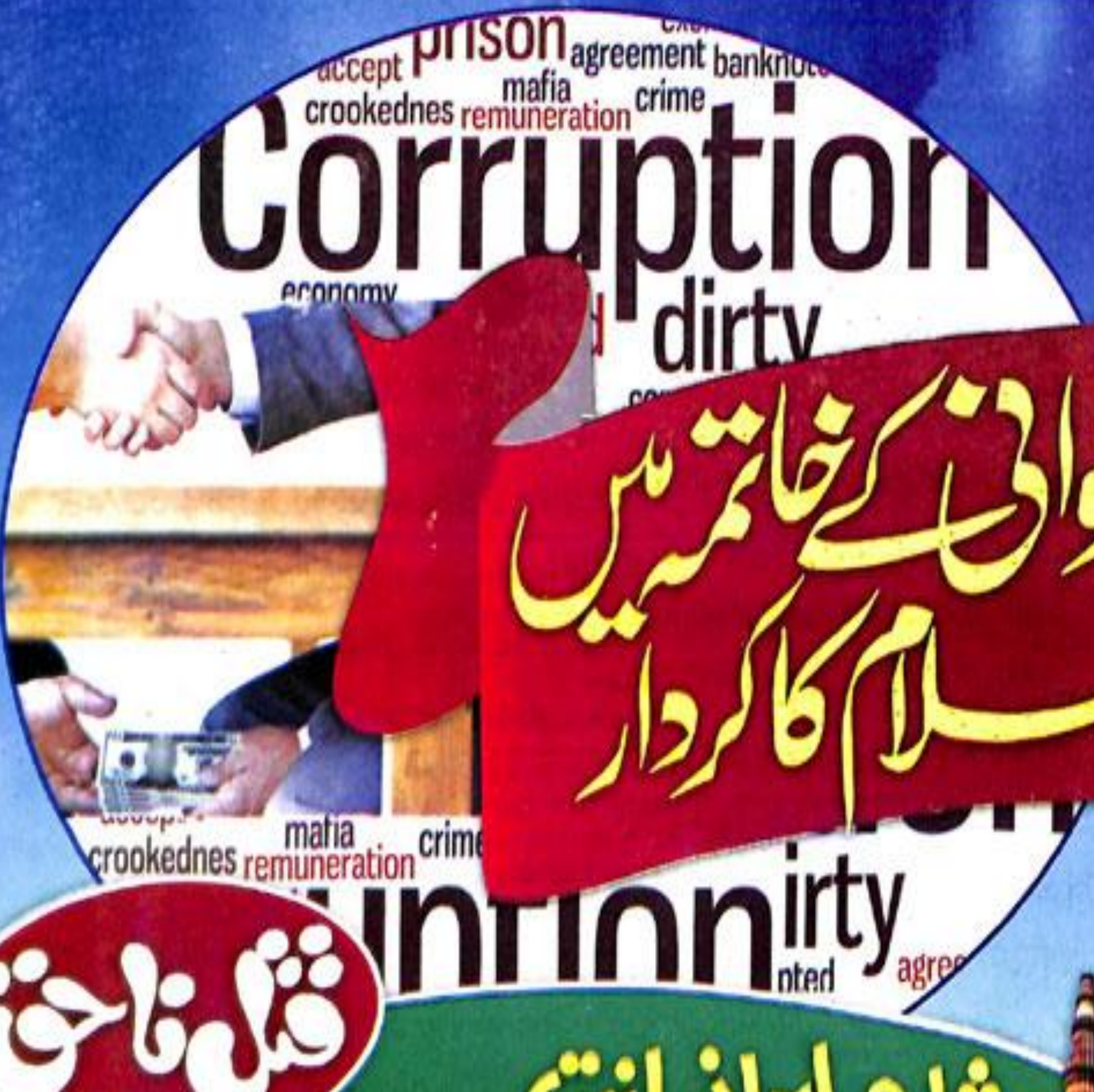

بدعنوانی کے خاتمے میں اسلام کا کردار

قتل ناحق
سنگین گناہ

شاہراہِ انسانیت کے روشن مینار

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

قرض پر نفع لینا سود ہے

س:......ایک موبائل کمپنی کی طرف سے یہ آفر ہے کہ آپ ان کے اکاؤنٹ میں مثلاً ایک ہزار روپے جمع کرو تو جب تک آپ واپس نہیں نکال لیتے، اس وقت تک اس کمپنی کی طرف سے فری منٹ ملتے رہیں گے۔ اس طرح ہزار روپے بھی جمع رہیں گے اور روزانہ فری منٹ استعمال کرتے رہیں گے، کیا یہ جائز اور صحیح ہے؟

ج:......آپ جو کمپنی کو ایک ہزار روپے دے رہے ہیں اس کی حیثیت قرض کی ہے اور کمپنی اس کی واپسی کی ضمانت بھی دیتی ہے اور بدلہ میں جو فری منٹ دے رہی ہے وہ اس قرض کی وجہ سے دے رہی ہے تو گویا یہ قرض پر آپ کو نفع اور فائدہ دے رہی ہے۔ اس لئے یہ سود ہے، قرض کے بدلہ فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے اور یہ فری منٹ استعمال کرنا جائز نہیں۔

جرابوں پر مسح جائز نہیں

س:......میں نے نماز جنازہ کے لئے جرابوں پر مسح کرلیا تو کیا میرا وضو ہوگیا یا نہیں؟ کیونکہ میں جلدی میں تھا، اگر دیر کرتا تو نماز نکل جاتی۔

ج:......چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کی شرعاً اجازت ہے، جبکہ وہ پاکی کی حالت میں پہنے ہوں، اگر دوبارہ وضو کرنا ہو تو اس پر مسح کرسکتے ہیں مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات تک کے لئے اجازت ہے۔ عام جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر ان جرابوں پر مسح کیا تو وضو مکمل نہیں ہوگا اور وضو ناقص ہو تو نماز بھی نہیں ہوگی خواہ وہ جنازہ کی نماز ہو۔ نماز جنازہ کے لئے شرعاً یہ حکم ہے کہ اگر میت کا ولی نہ ہو اور نماز جنازہ نکل جانے کا خوف ہو تو وہ جلدی سے تیمم کرلے اور نماز میں شامل ہوجائے۔ ہاں اگر میت کا ولی ہو تو اس کے لئے وضو کرکے آنے تک تاخیر کرسکتے ہیں۔ نماز جنازہ کے لئے اگر تیمم کیا تو اس تیمم سے کوئی دوسری نماز یا قرآن کریم کی تلاوت نہیں کی جاسکتی۔ اس کے لئے تازہ وضو دوبارہ کیا جائے گا۔

خراب موسم میں مغرب اور عشاء ایک ساتھ ادا کرنا

س:......اگر بارش بہت ہورہی ہو اور موسم بھی خراب ہو تو کیا مغرب کی نماز کے ساتھ عشاء کی نماز بھی پڑھ سکتے ہیں؟ یعنی مغرب کے وقت میں۔

ج:......ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا فرض ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا۔“ (النساء:۱۰۳)...بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے اپنے مقرر وقتوں میں، ادائے نماز کے لئے یہ لازمی شرط ہے کہ نماز کو اس کے وقت میں ادا کیا جائے، اگر وقت سے پہلے نماز پڑھی تو وہ نماز ہوئی ہی نہیں اور اگر وقت گزرنے کے بعد نماز پڑھی تو وہ قضا ہوگئی۔ لہٰذا کثرتِ بارش کی وجہ سے مغرب کے وقت میں عشاء کی نماز ادا کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر سفر میں ہوں تو مغرب کی نماز کو آخر وقت تک مؤخر کرکے پڑھیں اور پھر عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھیں، اس طرح ہر نماز اپنے وقت پر ادا ہوگی، اس کو ”جمع صوری“ کہتے ہیں یعنی صورتاً دو نمازوں کو ایک ساتھ جمع کیا، جبکہ حقیقت میں ہر نماز اپنے وقت میں ہی ادا ہوئی۔ احناف کے نزدیک سفر میں جمع صوری کی اجازت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ یکم تا ۷ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جنوری ۲۰۱۹ء شمارہ:۲

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حکومت کے غیر سنجیدہ اقدامات!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
بدعنوانی کے خاتمہ میں اسلام کا کردار	۷	محمد عبداللہ بن شمیم ندوی
’’بڑا دن‘‘	۱۱	خالد محمود، سابق یوتھل کندن
کرسی پر نماز.... مسائل اور ہدایات	۱۲	مولانا محمد ازہر مدظلہ
شاہراہِ انسانیت کے روشن مینار	۱۳	مفتی محمد نعیم، کراچی
مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ	۱۷	مولانا زاہد الراشدی
قتلِ ناحق... سنگین گناہ	۱۹	مفتی عبدالرؤف سکھروی
تھالی کا بینگن	۲۱	الحاج اشتیاق احمد مرحوم
سہ روزہ ختم نبوت کانفرنس، گوجرانوالہ	۲۳	مولانا محمد عارف شامی
اسلام، کفر اور نفاق!	۲۴	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیـــاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی رحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

انعاماتِ الٰہی پر سوال

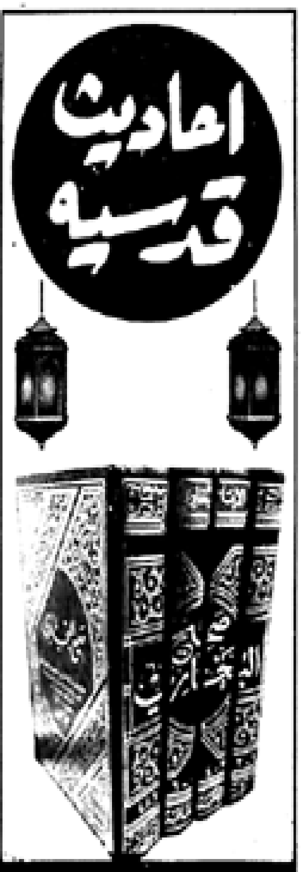

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دھلوی

حدیث قدسی ۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے دنیا کی نعمتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا اور پوچھا جائے گا، کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت اور تندرستی نہیں عطا کی تھی اور کیا ہم نے تجھ کو ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟ (ترمذی)

حدیث قدسی ۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ابن آدم اس طرح لایا جائے گا گویا وہ بھیڑ کا بچہ ہے، پس خدا کے سامنے پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: میں نے تجھ کو زندگی عطا کی، دولت وعزت عطا کی اور تجھ پر انعام کیا، سو تو نے اس کے مقابلے میں کیا کیا؟ ابن آدم عرض کرے گا: اے رب! میں نے مال جمع کیا، اس کو بڑھایا اور میرے پاس جس قدر مال تھا اس کا اکثر حصہ چھوڑ آیا ہوں، آپ مجھ کو دنیا میں پھر بھیج دیجئے تاکہ میں وہ تمام مال آپ کے پاس لے آؤں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، مجھے وہ دکھلا جو تو نے دنیا کی زندگی میں اپنے لئے آگے بھیجا تھا، ابن آدم پھر وہی عرض کرے گا: اے رب! میں نے مال جمع کیا، اس کو بڑھایا اور جس قدر میرے پاس تھا اس کا اکثر حصہ چھوڑ آیا ہوں، مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیج دیجئے تاکہ وہ تمام مال آپ کے پاس لے آؤں، پس جب یہ ثابت ہو جائے گا کہ بندے نے کوئی بھلائی پہلے سے نہیں بھیجی ہے تو اس کو دوزخ میں بھیجنے کا حکم دیا جائے گا۔ (ترمذی نے روایت کی اور اس حدیث کو ضعیف بتایا) قیامت میں بندے سے ان احسانات وانعامات کا سوال ہوگا، جو دنیا کی زندگی میں اس پر کیے گئے تھے۔ حدیث میں لفظ "مزج" (ہم نے اس کا ترجمہ بھیڑ کا بچہ کیا ہے) بھیڑ کے بچے کے ساتھ تشبیہ دینے سے مراد تحقیر وتذلیل ہے۔ دنیا میں چھوڑ آیا، اگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا تو وہاں پاتا۔

مسافر کی نماز (نماز قصر)

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

س:...... کیا مسافر نمازی مسافر امام کے پیچھے قصر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ج:...... جی ہاں! ظہر، عصر اور عشاء مسافر امام کے پیچھے مسافر نمازی قصر کے ساتھ باجماعت بھی پڑھ سکتے ہیں۔ البتہ فجر اور مغرب کی انہیں بھی بالترتیب دو اور تین رکعات یعنی یہ دونوں نمازیں پوری پڑھنی ہوں گی۔

س:...... اگر کسی مسافر کو کسی جگہ پر کسی نماز کا امام بنایا جائے تو اس امام کے متعلق شریعت نے کیا ہدایات دی ہیں؟

ج:...... ایسا امام نماز شروع کرنے سے پہلے اعلان کرے کہ امام مسافر ہے، امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقامی لوگ اپنی نماز پوری کرلیں، نیز سلام پھیر لینے کے بعد بھی یہی اعلان دوبارہ کرے گا کہ امام مسافر تھا بقیہ لوگ اپنی نماز پوری کرلیں۔

س:...... مندرجہ بالا صورت حال میں مقامی نمازیوں کو اپنی بقیہ نماز کس طرح پوری کرنی چاہیے؟

ج:...... مقامی نمازی اپنی بقیہ رکعتوں میں کسی قسم کی کوئی قرأت نہیں کریں گے بلکہ قرأت کی مقدار خاموش کھڑے رہنے کے بعد حسب معمول رکوع، سجود اور قعدہ کرے اور ان میں پڑھی جانے والی چیزیں پڑھے اور پڑھ کر سلام پھیرے۔

س:...... کیا کوئی مسافر کسی مقامی امام کے پیچھے اس کی اقتدا میں نماز پوری پڑھ سکتا ہے؟

ج:...... جی ہاں! اس صورت میں اسے قصر کے بجائے مکمل نماز اس امام کی اقتدا میں پڑھنی ہوگی اور اگر کچھ رکعتیں چھوٹ گئیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ان رکعتوں میں قرأت بھی کرنا ہوگی۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حکومت کے غیر سنجیدہ اقدامات!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

ہمارے ملک کا پورا نام ’’اسلامی جمہوریہ پاکستان‘‘ ہے، جسے مختصراً پاکستان کہا جاتا ہے۔ اس کا دستور کسی حد تک اسلامی ہے، دستورِ پاکستان میں قرار دیا گیا ہے کہ اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہوگا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کی تمہید میں لکھا گیا ہے کہ:

’’چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی پوری کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار و اقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہوگا وہ ایک مقدس امانت ہے۔ چونکہ پاکستان کے جمہور کی منشاء ہے کہ ایک ایسا نظام قائم کیا جائے جس میں مملکت اپنے اختیارات واقتدار کو جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے گی۔ جس میں جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور عدل عمرانی کے اصولوں پر ’’جس طرح اسلام نے تشریح کی ہے‘‘ پوری طرح عمل کیا جائے گا۔ جس میں مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی حلقہ ہائے عمل میں اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگی کو ’’اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق، جس طرح قرآن پاک اور سنت میں‘‘ اس کا تعین کیا گیا ہے، ترتیب دے سکیں....‘‘ آگے چل کر ’’باب ۲، حکمت عملی کے اصول‘‘ کے تحت دفعہ: ۳۱ ’’اسلامی طریق زندگی‘‘ کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ: (۱) پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لئے اور انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں۔ (۲) پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں مملکت مندرجہ ذیل کے لئے کوشش کرے گی: (الف) قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا، عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کے لئے سہولت بہم پہنچانا اور قرآن پاک کی صحیح اور من وعن طباعت اور اشاعت کا اہتمام کرنا: (ب) اتحاد اور اسلامی اخلاقی معیاروں کی پابندی کو فروغ دینا اور (ج) زکوٰۃ، عشر، اوقاف اور مساجد کی باقاعدہ تنظیم کا اہتمام کرنا۔‘‘ (اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، ص:۱۷)

یہ تو ہمارے دستور میں درج کی گئی باتیں ہیں۔ اب آیئے دیکھتے ہیں کہ ہماری حکومت کیا اقدامات کررہی ہے؟

ہماری قومی اسمبلی کے ایک غیر مسلم معزز رکن جن کا تعلق حکومتی جماعت تحریک انصاف سے ہے، وہ قومی اسمبلی میں بل پیش کرتے ہیں کہ شراب کے پرمٹ جو غیر مسلموں کے نام سے جاری کئے جاتے ہیں، انہیں بند کیا جائے۔ اس لئے کہ شراب کا پینا تمام مذاہب میں چاہے اس کا تعلق ہندوازم سے ہو یا عیسائی، یہودی وغیرہ سے سب کے نزدیک حرام اور منع ہے۔ غیر مسلموں کے نام سے اس کی اجازت دینا، اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ اس بل کو پاس کرکے شراب پر قانوناً پابندی لگائی جاتی، الٹا ڈپٹی اسپیکر نے اس بل کو مسترد کرادیا اور ہمارے وفاقی وزیر اطلاعات صاحب فرمارہے ہیں کہ سستی شہرت کے حصول کے لئے اس رکن نے یہ بل پیش کیا۔ شراب پر پابندی کی کیا ضرورت ہے، جس نے پینی ہے وہ پیئے، جس نے نہیں پینی وہ نہ پیئے۔

یہ ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وفاقی وزیر کا اپنے آئین اور دستور پر عمل۔ اسی طرح ہمارے وفاقی وزیر اطلاعات صاحب فرماتے ہیں کہ ’’ہم ہندوستان کی فلموں پر پاکستان میں پابندی نہیں لگا سکتے بلکہ پاکستان کی فلم انڈسٹری کو ترقی دی جائے گی، جہاں ابھی ایک سو اسی کے قریب سینما ہال ہیں ان کو بڑھا کر گیارہ سو سے اوپر کیا جائے گا۔‘‘ کیا یہ ہے اپنے دستور پر عمل جو حکومت کو پابند کرتا ہے کہ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی حلقہ ہائے عمل میں اس قابل بنائے کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جس طرح قرآن پاک اور سنت میں اس کا تعین کیا گیا ہے، ترتیب دے سکیں۔

اسی طرح پنجاب حکومت نے اعلان کیا ہے کہ وہ اس سال بسنت کا تہوار سرکاری طور پر منائے گی۔ جب کہ عدالت نے اس کے نقصانات کی وجہ سے اس پر پابندی لگا رکھی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ بسنت کی حقیقت جانے بغیر حکومت اس کے منانے کا اعلان کیسے کر رہی ہے، جب کہ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ بسنت کا تہوار ’’ہندو‘‘ مناتے تھے اور وہ بھی صرف لاہور میں۔ اس لئے کہ ایک ہندو نے نعوذ باللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی چھوٹی بیٹی جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی گستاخی کی تھی اور اس جرم میں اسے لاہور میں سزا دی گئی، اسی لئے ہندو اس کی یاد میں یہ پتنگ بازی اور بسنت مناتے تھے۔ کیا کہا جائے کہ یہ حکومت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کے گستاخان کے کرداروں کو پروان چڑھانے اور اسلامی تعلیمات کو ملیامیٹ کرنے پر تلی ہوئی ہے؟

اسی طرح پنجاب اسمبلی میں یہ قانون بنانے کی کوشش ہو رہی ہے کہ اسلامیات کا مضمون غیر مسلم چاہے وہ قادیانی ہو یا عیسائی یا کسی اور مذہب کا، اپنے کوٹے کے حساب سے پڑھا سکیں گے۔ اس کا صرف اور صرف یہی مطلب ہے کہ اسلامیات پڑھانے کے نام پر قادیانیوں اور عیسائیوں کو کھلی چھٹی دے دی جائے گی کہ وہ اسکول کے طلبا کو قادیانیت اور عیسائیت سے نہ صرف روشناس کرائیں بلکہ وہ ان کو قادیانی اور عیسائی بآسانی بنا سکیں۔ اگر یہ مطلب اور مقصد نہیں تو بتایا جائے اس کے علاوہ اور کن مقاصد کے تحت ان کو اسلامیات کا مضمون پڑھانے کے لئے مقرر کیا جا رہا ہے؟ اور اگر ان اساتذہ کی وجہ سے کوئی طالب علم اسلام چھوڑ کر خدانخواستہ قادیانیت یا عیسائیت اختیار کر لیتا ہے تو اس کا گناہ اور وبال کس پر ہوگا؟ اور کفر کی پسندیدگی بھی کفر ہی کہلاتی ہے تو بتایا جائے کیا ایسے احکامات دینے والے پھر مسلمان کہلا سکیں گے؟

اسی طرح آج کے مقتدر لوگ خاندانی منصوبہ بندی اور ’’بچے دو ہی اچھے‘‘ کی مہم بڑے زور و شور سے چلا رہے ہیں، اس کے لئے وہ ایک سیمینار بھی کروا چکے ہیں۔ حالانکہ یہ عمل جس طرح قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے بالکل خلاف ہے، اسی طرح ہمارے دستور اور آئین کے بھی صریحاً خلاف ہے۔ کیونکہ ہمارے آئین میں طے کیا گیا ہے کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔ ہائے افسوس! جن کے ذمہ دستور اور آئین کی حفاظت کی ذمہ داری تھی، وہ خود ہی اس آئین اور دستور کی خلاف ورزی کی ترغیب دے رہے ہیں؟

اسی طرح کرتارپور کوری ڈور کا معاملہ ہے۔ یہ بھی قادیانیوں اور سکھوں کو چھوٹ دینے اور ان کے مفادات کو پورا کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے، حالانکہ اس پر کئی سنجیدہ سوالات اٹھ رہے ہیں اور یہ اقدام ہر اعتبار سے پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے منافی جاتا ہے۔ اس لئے کہ ہماری حکومت نے بڑی عجلت میں ایک سکھ کو اپنی طرف سے پیشکش کر کے اور سکھوں کی خوشنودی کے لئے یکطرفہ اقدام کیا ہے۔ حالانکہ معاملات ہمیشہ حکومتوں کی مابین طے ہوا کرتے ہیں۔

۱:... اب اگر انڈیا بھی پاکستان کی کسی علیحدگی پسند جماعت اور گروہ کی خوشنودی کے لئے اقدام کرتی ہے تو ہم اس کو غلط کیسے کہہ سکیں گے؟

۲:... جس طرح پاکستان سکھوں کو کہہ رہا ہے کہ آپ بغیر ویزا اور اجازت کے اپنی زیارتوں تک آ جا سکیں گے۔ اسی طرح ہندوستان یا افغانستان یا کوئی اور پاکستان کی کسی قوم کو یہ سہولت دے تو آپ اس کو کیسے روک سکیں گے۔ یہ ہیں حکومت کے وہ غیر سنجیدہ اقدامات، جن کی بناء پر ملک پاکستان کے دستور اور آئین کی سراسر خلاف ورزی کی جا رہی ہے اور پاکستان کی سالمیت اور استحکام کو داؤ پر لگانے کی شعوری یا لاشعوری کوشش کی جا رہی ہے۔ و لا فعل اللہ ذالک۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

بدعنوانی کے خاتمہ میں اسلام کا کردار!

محمد عبداللہ بن شمیم ندوی

عہد حاضر میں انسانیت کے لئے جو مسائل زیادہ پیچیدہ ہوگئے ہیں، ان میں سب سے اہم بدعنوانی اور کرپشن کا مسئلہ ہے، یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے آج پورا انسانی معاشرہ پریشان ہے، وہ اس دلدل سے نکلنے کے لئے ہاتھ پیر مار رہا ہے لیکن اس سے باہر نکلنے کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئی ہیں، معاشرے کو گھن کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کرنے والی اس مہلک بیماری کا کوئی علاج دنیا کے پاس نہیں ہے، کم ایسے انسان ہیں جنہیں دانستہ یا نادانستہ رضامندی یا مجبوری سے بدعنوانی اور کرپشن میں ملوث نہ ہونا پڑتا ہو۔

ایسا نہیں ہے کہ حکومتوں نے کرپشن کے سدباب کے لئے اقدامات نہیں کئے، حکومت برابر اس کے خاتمہ کے لئے کوششیں کررہی ہے اور سخت ترین قوانین بھی بنائے گئے ہیں، لیکن اس سب کے باوجود حال یہ ہے کہ: ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' دراصل حکومتیں قوانین تو بنالیتی ہیں لیکن ان کے نفاذ کے سلسلے میں وہ انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتیں، جس کی وجہ سے ظالموں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں اور کمزوروں کا بے جا استحصال ہوتا رہتا ہے، حکومت کی اسی غلطی کی وجہ سے یہ بیماری کنٹرول سے باہر ہوتی جارہی ہے، یہاں تک کہ ہماری عوام بھی ماننے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ ہمارا ملک اس دلدل سے کبھی نہیں نکل پائے گا۔ غور کیجئے تو ان کا کہنا شاید درست بھی ہو کیونکہ حکومتی سطح سے لے کر پرائیویٹ سطح تک اوپر سے نیچے تک پورا کا پورا نظام اس گندگی سے پلید ہوچکا ہے، سب بے باک اور بے خوف ہوکر کمزوروں اور لاچاروں پر ظلم کرنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کررہے ہیں۔

بدعنوانی کے اسباب:

بدعنوانی یا کرپشن کی بہت سی وجوہات ہیں، اس موضوع پر مطالعہ کے بعد اس کے پیدا ہونے کے جو بنیادی اسباب سامنے آئے ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) معبود کی شکل میں کسی ایسی ذات پر یقین نہ ہونا جو کہ حاضر وناظر اور سمیع وبصیر ہے۔

(۲) مرنے کے بعد کسی اخروی زندگی کا تصور نہ ہونا۔

(۳) مال کے بارے میں غلط تصور کہ یہ انسان کی ذاتی ملکیت ہے اور وہ اس کے معاملہ میں خودمختار ہے۔

(۴) ایسی شریعت سے محرومی جو ضرورت مندوں پر مال خرچ کرنے پر اجر وثواب کی امید دلائے اور بخل ولالچ کے سنگین نتائج سے آگاہ کرے۔

(۵) زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی چاہت۔

(۶) خیر وشر اور جائز وناجائز کی تمیز نہ ہونا۔

(۷) سود۔

(۸) شراب وجوا، دیگر نشہ آور چیزیں۔

(۹) فحاشی۔

(۱۰) خودغرضی ومفاد پرستی۔

بدعنوانی کا علاج:

بدعنوانی کے پیدا ہونے کے جو اسباب ہم نے اوپر بیان کئے ہیں، ان کا حل اور علاج اسلام کے سوا دنیا کے کسی مذہب اور تحریک کے پاس نہیں ہے، بدعنوانی دراصل حق تلفی کا دوسرا نام ہے، زندگی کے تمام شعبے اس سے متعلق ہیں اور چونکہ اسلام میں بدعنوانی کا مفہوم بہت وسیع ہے، اسلام نے اسے صرف رشوت تک محدود نہیں کیا بلکہ حقوق العباد کے تمام شعبے اس میں شامل کئے ہیں، اس لئے اسلام اس کے سدباب میں سو فیصد کامیاب رہا ہے۔

ایک حاضر وناظر مالک کا یقین اور اخروی زندگی کا تصور:

دراصل اسلام انسان کے دلوں میں اس بات کا یقین پیدا کرتا ہے کہ کائنات کی کوئی چھوٹی بڑی چیز اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، وہ انسانوں کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے، اسے سب کے دلوں کا حال معلوم ہے، اس نے اپنے فرشتوں کو انسان

کے ہر ہر عمل اور احساس کو ریکارڈ کرنے کا کام سونپ رکھا ہے اور ایک دن ہم سب کو مرنا ہے اور اس کے حضور پیش ہوتا ہے، اس دن وہ ہمارے تمام اعمال کا ریکارڈ ہمارے سامنے پیش کرے گا، ہمارا ہر وہ عمل جو ہم نے دن کی روشنی میں اور رات کے اندھیرے میں بر سر عام یا تنہائی میں کیا تھا، ہمارے سامنے اس کی ریکارڈنگ چلا دی جائے گی اور جنت اور دوزخ کا فیصلہ انہی اچھے، بُرے اعمال کی بدولت کیا جائے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہیے لیکن تم لوگ سزا و جزا کے دن کو جھٹلاتے ہو، حالانکہ تم پر کچھ نگہبان (فرشتے) مقرر ہیں، وہ معزز لکھنے والے ہیں (ہر ہر عمل کو نوٹ کرنے والے ہیں) جو تمہارے سارے کاموں کو جانتے ہیں، یقین رکھو کہ (آخرت میں) نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے اور بُرے و بدکار لوگ ضرور دوزخ میں ہوں گے وہ اس (دوزخ) میں سزا و جزا کے دن داخل ہوں گے اور وہ اس سے غائب نہیں ہو سکیں گے۔“ (الانفطار: ۹۔۱۶)

اسلام یہ تصور دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیاوی زندگی کو صرف اچھے اور بُرے اعمال کی آزمائش کے لئے بنایا ہے، ارشاد فرمایا:

”(اللہ تعالیٰ ہی ہے) جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہارا امتحان لے کہ تم میں کون سب سے اچھے عمل کرنے والا ہے۔“ (الملک: ۲)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

”نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن آدمی اس وقت تک اپنے قدم نہیں ہلا سکے گا جب تک چار چیزوں کے بارے میں جواب نہ دے دے: جوانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس کو کہاں خرچ کیا، عمر کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ وہ کہاں گزاری، مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ وہ کیسے جمع کیا اور کہاں کہاں خرچ کیا اور علم کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ اس پر کتنا عمل کیا۔“ (ترمذی)

مال اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے:

بدعنوانی کی جڑ مال کی حرص اور لالچ ہے، چنانچہ اسلام نے مال کے بارے میں تصور پیش کیا کہ مال کسی انسان کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ وہ انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، انسان اپنے مال میں خود مختار نہیں بلکہ اللہ کے حکم کا پابند ہے، چنانچہ انسان کو مال اسی طریقے پر حاصل کرنا ہے جس طریقے پر اسے اللہ تعالیٰ نے حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور انہی جگہوں پر خرچ کرنا ہے جن جگہوں پر اللہ نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”ہم نے جو تم کو پاک روزی عطا کی ہے، اس میں سے ضرورت مندوں کو دو۔“ اور حدیث پاک میں ارشاد ہے: ”المال مال اللہ“ (مال تو سب کا سب اللہ تعالیٰ کا ہی ہے)۔

بخل کی ممانعت:

مال و دولت کی محبت انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ قرآن کریم نے بھی اسے جگہ جگہ بیان کیا ہے، سورۂ فجر آیت: ۲۰، میں ارشاد ہے: ”اور تم مال و دولت سے حد درجہ محبت رکھتے ہو۔“ سورۂ عادیات میں فرمایا: ”بلاشبہ انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے اور وہ اس بات پر خود ہی گواہ ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ مال کی محبت میں بڑی شدت سے مبتلا ہے۔“

انسان کی اس فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلام نے مال جمع کرنے کی قطعی ممانعت نہیں کی بلکہ اس مال میں چند حقوق متعین کر دیئے تاکہ انسانوں کے درمیان عدل و انصاف قائم ہو اور بدعنوانی اور کرپشن کو پنپنے کا موقع نہ مل سکے، اس لئے اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ معاشرے کے سارے مال و دولت پر صرف چند افراد کا کنٹرول ہو جائے اور باقی لوگ غریبی اور لاچاری کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائیں، اس لئے اسلام بے جا مال جمع کرکے رکھنے والوں اور ضرورت مندوں پر خرچ نہ کرنے والوں کو سخت وعیدیں سناتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

”اور جو لوگ سونا چاندی (مال و دولت) جمع کرکے رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسے خرچ نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی بشارت سنا دیجئے، جس دن اس دولت کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ مال جو تم اپنے لئے جمع کرتے تھے، اب چکھو اس (خزانہ) کا مزا جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے۔“ (التوبہ: ۳۴)

اسلام نے ایک ایسا نظام دیا ہے جس کے ذریعہ دولت کی تقسیم صحیح طور پر ہوتی ہے، چنانچہ اسلام دولت مندوں کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے ان

لوگوں کا بھی حق رکھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال نہیں دیا، اسلام اسے زکوٰۃ کا نام دیتا ہے جو امیروں سے لے کر غریبوں پر خرچ کی جاتی ہے۔

صدقہ وخیرات کا حکم:

اسلام اس بات کا شوق بھی پیدا کرتا ہے کہ سال میں صرف ایک مرتبہ کی زکوٰۃ پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ گاہے گاہے صدقہ وخیرات کیا جاتا رہے اور یہ یقین دلاتا ہے کہ صدقہ وخیرات سے مال میں کوئی کمی نہیں ہوتی، بلکہ اس سے مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس نے سات بالیاں اُگائیں اور ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور (سب کچھ) جاننے والا ہے۔" (البقرہ:۲۶۱)

حرص ولالچ کا علاج:

انسان فطری طور پر لالچی واقع ہوا ہے اور اسی لالچ کے سبب وہ کرپشن میں مبتلا ہوتا ہے، پھر وہ لوگوں کی حق تلفیاں کرتا ہے اور زمین میں فساد مچاتا ہے۔ چنانچہ اسلام انسان کے لالچ کا رخ دنیا کی فانی نعمتوں کے مقابلہ جنت کی ابدی اور تعریفوں سے بالاتر نعمتوں کی طرف موڑ دیتا ہے، جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے ذہن میں ان کا وہم وگمان گزرا۔ ارشاد خداوندی ہے:

"متقی لوگوں سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے، اس کا حال یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو خراب ہونے والا نہیں، ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ نہیں بدلے گا، ایسے شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے سراپا لذت ہوگی اور ایسے شہد کی نہریں ہیں جو نتھرا ہوا ہوگا اور ان جنتیوں کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت، کیا یہ لوگ ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں اس حال میں رہیں گے اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، چنانچہ وہ ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔" (سورۂ محمد:۱۵)

رشوت اور حرام خوری کی ممانعت:

آج سب سے زیادہ کرپشن رشوت کی شکل میں پھیل رہا ہے، رشوت ہی ہے جس کے ذریعے مستحقین کو ان کے حق سے محروم کر کے ان کا حق دوسروں کو دلوا دیا جاتا ہے۔ رشوت کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"اور آپس میں تم ایک دوسرے کے مال کو ناجائز اور غلط طریقوں سے مت کھاؤ اور نہ انہیں حاکموں کے پاس لے جاؤ کہ (رشوت دے کر یا طاقت کے بل بوتے پر) لوگوں کا مال جانتے بوجھتے ہڑپ کر جاؤ۔" (البقرہ:۱۸۸)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"الراشي والمرتشي كلاهما في النار"

ترجمہ: "رشوت دینے والا رشوت لینے والا دونوں ہی جہنم میں جائیں گے۔"

ایسی سخت وعیدوں کے بعد بھی اگر کوئی مال حرام سے اپنے پیٹ کو بھرتا ہے اور خدا کے بندوں کا استحصال کرتا ہے تو ایسا شخص معاشرے کو تباہی میں ڈال رہا ہے اور اس طرح کے لوگوں کا علاج سخت ترین قوانین کے ذریعے کیا جانا چاہئے۔

ناپ تول میں کمی کی ممانعت:

بازار تجارت ہو یا گھریلو باہمی معاملات اسلام اس بات کی شدید مذمت کرتا ہے کہ جھوٹ اور دھوکے کے ذریعہ لوگوں کا حق مارا جائے اور ناپ تول میں کمی کر کے عوام کو ان کی چیزیں گھٹا کر دی جائیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

"چنانچہ تم لوگ ناپ تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں سے گھٹا کر مت دو اور زمین میں اس کی درستگی کے بعد بگاڑ مت پیدا کرو، یہ سب تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔" (الاعراف:۸۴)

سود کی حرمت وشناعت:

معاشرے میں بدعنوانی کو بڑھاوا دینے میں سود کا بھی بڑا ہاتھ ہے، آج سود کی وجہ سے دنیا کا معاشی نظام تباہ وبرباد ہو کر رہ گیا ہے، سود خوروں نے عام لوگوں کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھا کر ان کا بے جا استحصال کر رکھا ہے، آج دنیا کے بہت سے ممالک اسی سود کی وجہ سے دنیا کی باطل طاقتوں کے غلام بنے ہوئے ہیں، اسلام سود کو حرام وناجائز قرار دیتا ہے اور سود خوری کی شدید مذمت کرتا ہے، اسلام کہتا ہے کہ تجارت دونوں فریق کے درمیان نفع ونقصان میں شرکت کے ساتھ ہونا چاہئے، صرف یکطرفہ فائدہ حاصل کرنا اور یکطرفہ نقصان اٹھانا بالکل درست نہیں، ارشاد خداوندی ہے:

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں

گے جیسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو، یہ اس لئے ہوگا کہ انہوں نے کہا تھا کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔" (البقرہ:۲۷۵)

سود کتنی بڑی لعنت ہے کہ اس کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے پر، سود کھلانے والے پر، سود کو لکھنے والے پر اور سود پر گواہ بننے والوں پر۔" (مسلم:۱۵۹۸) اور فرمایا کہ: (گناہ کے سلسلے) میں یہ سب برابر ہیں۔

شراب اور جوے پر پابندی:

لوگوں کو بدعنوان بنانے اور انسانی معاشرے میں بگاڑ اور فساد پیدا کرنے میں شراب اور جوئے کا بہت بڑا کردار ہے۔ یومیہ ہزاروں گھر انہیں کی وجہ سے ٹوٹ جاتے ہیں اور سالانہ لاکھوں لوگ نشہ خوری کے سبب ہلاک ہو جاتے ہیں، انسانی زندگیوں کو تباہ کرنے والے اس ناسور کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اے ایمان والو! یقیناً شراب اور جوا اور (عبادت کے لئے) نصب کئے گئے بت اور (قسمت معلوم کرنے کے لئے) فال کا تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں، سو تم ان سے کوسوں دور رہو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔" (المائدہ:۹۰)

بھلے ہی شراب اور جوئے سے لوگ کتنا ہی نفع کماتے ہوں، لیکن ان سے ہونے والے نقصان کے سامنے ان کا نفع بہت معمولی ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

"اے نبی! یہ لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے، ہاں (بظاہر) لوگوں کا کچھ فائدہ بھی ہے لیکن ان کا گناہ (نقصان) ان کے نفع سے کہیں زیادہ ہے۔"

اسلام صرف شراب پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ ہر نشہ آور چیز جو انسان کی عقل کو ماؤف کرتی ہو، اسلام میں حرام ہے۔

ارشاد نبوی ہے: "کل مسکر حرام" (ہر نشہ آور چیز حرام ہے)

ایک جگہ فرمایا: "ما اسکر کثیرۃ فقلیلہ حرام" (جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام ہے)۔

اسلام نے نشہ بندی پر صرف احکامات دے کر نہیں چھوڑا بلکہ اس پر سخت سزا بھی رکھی، چنانچہ اسلامی قانون میں شرابی کی سزا ۸۰ کوڑے ہے، جو معاشرے کو اس خباثت سے پاک رکھنے میں نہایت معاون ہوتی ہے، آج دنیا بھر میں منشیات کا بازار گرم ہے لیکن اس معاملے میں سب سے کم گراف ان ممالک کا ہے، جہاں اسلامی قانون نافذ ہے، اسلام نے دنیا کو نشہ بندی کا ایک ایسا فارمولا دیا ہے جس پر عمل کر کے دنیا نشہ کی بیماری سے پاک ہو سکتی ہے۔

فحاشی کا سدباب:

آج معاشرے کا بڑا حصہ فحاشی میں ڈوبا ہوا ہے اور یہی فحاشی کرپشن کو بڑھانے میں معاون ہے۔ جس کے باعث دنیا کی وہ مملکتیں جہاں فحاشی پھیل رہی ہے تنزلی کا شکار ہیں اور ان کا زوال دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

فحاشی میں سب سے بُرا فعل زنا ہے اور اس کھلی بے حیائی اور جنسی چاہت کے طوفان نے تہذیب وتمدن کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں۔ اسلام انسانوں کو اس کی شناعت سے آگاہ کرتا ہے اور اس سے کوسوں دور رہنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

"اور زنا کے قریب بھی مت جانا وہ ایک گھناؤنا کام اور بُرا راستہ ہے۔" (الاسراء:۳۲)

یہ ایک حقیقت ہے کہ جنسی شہوت انسان کی فطرت میں شامل ہے، اس لئے اسلام نے انسانی مزاج کا پورا خیال رکھا ہے اور ان کو حلال اور جائز طریقے سے اس خواہش کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام تجرد کو پسند نہیں کرتا اور وہ نکاح کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، اس لئے اس نے نکاح کو بے حد آسان کر دیا ہے، یہاں تک کہ بوقت ضرورت ایک سے زائد نکاح کی بھی اجازت دی ہے تاکہ زنا کی طرف جانے والا ہر راستہ بند ہو جائے۔ اسلام نے فحاشی کو روکنے کے لئے صرف احکامات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے سدباب کے لئے سخت ترین قوانین بھی بنائے، چنانچہ اسلام میں شادی شدہ زانی کی سزا یہ ہے کہ اس کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے اور کنوارے زانی کی سزا یہ ہے کہ اس کے ۱۰۰ کوڑے لگائے جائیں، اگر آج دنیا ان سزاؤں کو نافذ کر دے تو دنیا سے فحاشی اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا کرپشن دونوں کا ہی خاتمہ ہو جائے گا، چنانچہ وہ ممالک جہاں اسلامی قانون نافذ ہے، وہاں خواتین کے جنسی استحصال اور آبروریزی کے واقعات کا گراف صفر ہے۔

مسابقت الی الخیر:

عوام میں بدعنوانی کو فروغ دینے والی ایک چیز مسابقت الی الشر ہے، یعنی نام ونمود اور انا کی غرض سے دنیاوی عیش وعشرت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرنا، جیسے رسومات میں بے دریغ اخراجات کے سلسلے میں مقابلہ آرائی یا پھر دنیا کی نظر میں اپنے وقار کی بلندی کے لئے سامانِ عیش وعشرت میں مقابلہ آرائی، غرض کہ مسابقت الی الشر انسان کو اس کی حیثیت سے بڑھ کر اقدامات پر مجبور کرتی ہے، جس سے بڑے پیمانے پر اس کو مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اسی نقصان کی تلافی کے لئے وہ لوگوں کی حق تلفی پر آمادہ ہوتا ہے۔

چنانچہ اسلام لوگوں کو مسابقت الی الشر سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے اور اس کے متبادل میں مسابقت الی الخیر کو پیش کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

”رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دیا کرو اور فضول خرچی مت کیا کرو، بلاشبہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔“

مبذر کہتے ہیں مال کو ایسی جگہ خرچ کرنے والے کو جہاں اس کے خرچ کرنے کا حق نہیں تھا، اسی لئے علماء نے مال کو صحیح جگہ خرچ کرنے والوں کو مبذرین یعنی فضول خرچی کرنے والوں میں شمار نہیں کیا ہے، کیونکہ مسابقت الی الشر میں فضول خرچی لازمی ہوتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔

☆☆..........................☆☆

”بڑا دن“

خالد محمود، سابق یوئیل کندن

کرسمس یعنی ”بڑا دن“ کو پوری یورپی دنیا اور برصغیر پاک وہند میں جہاں جہاں مسیحی لوگ آباد ہیں، اس دن کو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے عنوان سے مناتے ہیں، مگر بائبل اور تاریخ میں اس دن کی کوئی مقرر اور متعین حیثیت موجود نہیں ہے، جس کا اعتراف واقرار خود مسیحی دنیا کو بھی ہے کہ:

”یہ یوم ولادت مسیح کے سلسلے میں منایا جاتا ہے۔ چونکہ مسیحیوں کے لئے یہ ایک اہم اور مقدس دن ہے اسی لئے اسے بڑا دن کہا جاتا ہے۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیسیائیں اسے ۲۵ دسمبر کو، مشرقی آرتھوڈکس کلیسیا ۶ جنوری کو اور ارمینیہ کی کلیسیا ۱۹ جنوری کو مناتی ہے۔ کرسمس کے تہوار کا ۲۵ دسمبر پر ہونے کا ذکر پہلی مرتبہ شاہ قسطنطین کے عہد میں ۳۲۵ء عیسوی کو ہوا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ اولین کلیسیائیں بڑا دن مناتی تھیں یا نہیں۔ تاہم جب سے یہ شروع ہوا یہ بڑا مقبول ہوا ہے۔ اگرچہ بعض رسومات جو مسیحی نہیں تھیں کرسمس سے منسوب کی گئی ہیں۔ تاہم اب انہوں نے بھی مسیحی رنگ اپنا لیا ہے۔ مثلاً کرسمس ٹری (کرسمس کا درخت)۔ اب اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ یہ خدا کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اس کی نعمتوں کی یاددہانی کراتا ہے۔ یاد رہے کہ خداوند مسیح کی صحیح تاریخ پیدائش کا کسی کو علم نہیں۔ تیسری صدی میں اسکندریہ کے کلیمنٹ نے رائے دی تھی کہ اسے ۲۰ مئی کو منایا جائے۔ لیکن ۲۵ دسمبر کو پہلے پہل رومہ میں اس لئے مقرر کیا گیا تا کہ اس وقت کے غیر مسیحی تہوار۔ جشن زحل Saturnalia جو راس الجدی کے موقع پر ہوتا تھا پس پشت ڈال کر اس کی جگہ خداوند مسیح کی سالگرہ منائی جائے۔“

(قاموس الکتاب، ص:۱۴۷تا...)

یہ مذکورہ بالا تحریر وتحقیق مسیحی دنیا کی انتہائی مستند کتاب ”قاموس الکتاب“ سے ہے۔ اس تحقیق پر اپنا کوئی تبصرہ کیے بغیر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مسیحی دنیا کا بڑا دن کرسمس ڈے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ جس کو آج پوری مسیحی دنیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے تہوار کے طور پر مناتی اور بتاتی ہے۔

اس بات کی تائید میں ہمیں ایک حوالہ پول سی، جونگ۔ کی کتاب ”مسیح کے بنیادی اُصول“ صفحہ ۵۵ پر بھی ملتا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:

”حقیقتاً یسوع دسمبر میں پیدا نہیں ہوا تھا، بلکہ وہ اس موسم میں پیدا ہوا تھا جب اسرائیل کے کھیت سبز گھاس کے ساتھ بھرے ہوئے تھے، جب چرواہے اپنی بھیڑوں کو کھلے میدان میں لے گئے اور انہیں وہاں چرنے کی اجازت دی۔ (لوقا، باب:۲، آیت:۸) یہ بات حقیقت کی تصدیق کرتی ہے کہ اس کی حقیقی پیدائش ۲۵ دسمبر نہیں تھی۔“

کرسی پر نماز

مسائل اور ہدایات

مولانا محمد ازہر مدظلہ

آج کل مساجد میں بکثرت لوگ کرسیوں پر نماز پڑھتے نظر آتے ہیں، اس سلسلہ میں چند باتیں عرض خدمت ہیں:

۱:... نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ فرائض میں داخل ہیں۔ معقول شرعی عذر کے بغیر کرسی پر نماز پڑھنے والا ان تینوں فرائض کو چھوڑ دیتا ہے، لہٰذا اس کی نماز شرعاً نہیں ہوگی۔

۲:... عذر سے مراد ایسی مشقت اور تکلیف ہے جس سے انسان کو ناقابل برداشت تکلیف پیش آئے اور وہ اسے سہار نہ سکے۔ حتیٰ کہ اگر کسی کے سہارے کھڑے ہونے سے تکلیف نہیں ہوتی تو کسی کے سہارے سے قیام کرے اور اگر کسی کو ہر صورت میں شدید تکلیف ہوتی ہے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

۳:... جو شخص اوپر کی تفصیل کے مطابق کسی بھی طرح قیام نہیں کرسکتا اور بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے تو وہ زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرے، خواہ اسے کسی دوسرے شخص یا دیوار وغیرہ سے ٹیک لگانا پڑے، جو شخص سہارا لے کر بیٹھنے پر قادر ہو، اس کے لئے لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

۴:... پھر جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے اور بیٹھ کر رکوع سجدہ کرسکتا ہے، اس پر رکوع وسجدہ فرض ہے۔ اشارہ کے ساتھ اس کی نماز ادا نہ ہوگی، البتہ اگر رکوع وجسدہ کے لئے جھکنے میں شدید تکلیف ہو جو قابل برداشت نہ ہو تو رکوع وسجدہ کے لئے اشارہ کرسکتا ہے۔

۵:... تفصیل بالا سے معلوم ہوا کہ کرسی پر نماز صرف وہی شخص پڑھ سکتا ہے جو کسی بھی صورت میں زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

کرسی پر نماز صرف وہی شخص پڑھ سکتا ہے جو کسی بھی صورت میں زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو

اس کی متعدد صورتیں ہیں، مثلاً:

۱:... کمر میں راڈ وغیرہ بغرض علاج داخل کیا گیا، جس کی وجہ سے وہ کرسی پر بیٹھ سکتا ہے مگر جھک نہیں سکتا، زمین پر بیٹھ نہیں سکتا، رکوع سجدہ نہیں کرسکتا۔

۲:... اس قدر کمزور ہے کہ اٹھنے بیٹھنے میں ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہے اور وہ اپنے دیگر کام کاج بھی کرسی پر بیٹھ کر کرتا ہے اور اسی پر نماز بھی پڑھ لیتا ہے۔

۳:... موٹاپے کی وجہ سے اٹھنے بیٹھنے پر قادر نہیں۔

۴:... بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ ڈاکٹروں کی یہ ہدایت ہوتی ہے کہ نیچے نہ بیٹھا جائے، لیکن اس صورت میں یہ رخصت اس وقت ہے جب ڈاکٹر مسلمان، دین دار، ماہر فن اور نماز کی اہمیت کو سمجھنے والا ہو۔

واضح رہے کہ عذر کی صورت میں زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا مسنون طریقہ ہے، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعد کے لوگوں کا عمل رہا ہے۔ آج سے دس پندرہ سال قبل تک کرسیوں پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا رواج نہیں تھا اور نہ خیر القرون میں اس طرح کی نظیر ملتی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی لوگ بیمار ہوتے تھے اور عذر ان کو بھی لاحق ہوتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ جو شخص قیام پر قادر نہ ہو، لیکن کسی بھی ہیئت میں زمین پر بیٹھ کر رکوع اور زمین پر سجدے کے ساتھ نماز ادا کرسکتا ہے۔ اس کے لئے کرسی پر نماز پڑھنا اور رکوع وسجدہ میں اشارہ کرنا جائز نہیں، نماز ادا نہیں ہوگی۔ اگر زمین پر کسی بھی ہیئت میں بیٹھنے میں ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہو تو عام سادہ کرسی استعمال کی جائے۔ ٹیبل والی کرسی سے احتراز کرنا چاہئے، کرسی پر نماز کی صورت میں سجدہ میں بھی ہاتھوں کو ران ہی پر رکھنا چاہئے یعنی صرف سر کے اشارے سے رکوع وسجدہ کرنا چاہئے۔ ☆☆☆

شاہراہِ انسانیت کے روشن مینار!

مفتی محمد نعیم، مہتمم جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

اس دنیا کا اگر سرسری جائزہ لیا جائے تو یہ تقریباً ہر شعبۂ زندگی میں ایک دوسرے کی مخالفت (متضاد) چیزوں کا مجموعہ دکھائی دیتی ہے، جیسے دن کے مقابلے میں رات، روشنی کے مقابلے میں اندھیرا، سفید کے مقابلے میں سیاہ، سچ کے مقابلے میں جھوٹ وغیرہ وغیرہ۔

اس دنیا میں بسنے والے انسانوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ انسان مزاج کے اعتبار سے، ذہن کے اعتبار سے، تعلیم کے اعتبار سے، حیثیت کے اعتبار سے، مرتبے کے اعتبار سے، رنگ، نسل اور زبان کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ہم جنس ہونے کے باوجود صنفی اعتبار سے ذکر مونث نامی دو صنفیں (نوعیتیں، قسمیں) رکھتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اخلاقی حوالوں سے اگر جائزہ لیا جائے تو اخلاق کی دو قسمیں:

(۱) خوش اخلاق، (۲) بداخلاق۔

یہ دونوں قسم کے اخلاق انسان (مرد و عورت) میں قدرتی طور پر پائے جاتے ہیں، جن کا اظہار وقتاً فوقتاً ہر انسان سے ہوتا رہتا ہے۔ حسد، بغض، کینہ اور عداوت کا شمار بداخلاقی میں ہوتا ہے اور محبت، الفت، تعلق، قربت، ہمدردی اور خیر خواہی کا شمار خوش اخلاقی میں ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں (ذکر کردہ) بداخلاقی کا (ذکر کردہ) خوش اخلاقی پر غلبہ ہے۔

انسانی فطرت کا جائزہ لیا جائے تو کوئی بھی انسان (من حیث المجموع، اکثریت کے اعتبار سے) اپنی ذات سے زیادہ کسی دوسرے کو کسی بھی شعبے میں بڑھا ہوا دیکھنے کی دلیری و بہادری اپنے اندر پاتا ہی نہیں ہے۔

انسانی چاہت و خواہش کا جائزہ لیا جائے تو ہر طاقتور اپنے سے کمزور کو جینے کا بھی حق دینے کے لئے تیار ہی نہیں ہے۔ جبر کے ہتھکنڈوں (چالاکیوں، داؤں) سے کمزور کو دبا کر رکھنے کی ممکنہ کوشش میں اپنی صلاحیتیں اور اسباب خرچ کرتا رہتا ہے۔ کہیں لالچ دے کر، کبھی احسان کر کے، کبھی دھمکا کر، کہیں کمزور کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے سے کمزور کو زیر کرتا رہتا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق کے تناظر میں رائے کا اختلاف، نظریات کا فرق، سوچوں کی ناموافقت اس قدر عام ہے کہ دنیا میں مفادات کی جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ مکمل فتح کوئی حاصل کر نہیں پارہا اور شکست تسلیم کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے۔ تہذیبیں آپس میں ٹکرا رہی ہیں، ہمچو من دیگرے نیست (میرے جیسا، میرے برابر، دوسرا نہیں) کے جذبے نے ٹکراؤ کا میدان قائم کر رکھا ہے، ایسے میں اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا ہو تو کیسے؟ تفرقہ بازی کی جڑ اکھڑے تو کیسے؟ کسی مخلوقاتی نظام میں یہ طاقت ہی نہیں کہ وہ ان بنیادوں کا قلع قمع کر سکے، ظاہر ہے مادی بنیادوں پر بننے والے نظاموں میں یہ صلاحیت رکھی ہی نہیں جاتی، اس لئے کہ ان نظاموں کے بنانے والوں کی سوچ اور ان کا مطمع نظر (اصلی مقصد) مادیت کا حصول ہی ہوتا ہے، لہٰذا جو خود بے لباس ہو وہ دوسروں کو کہاں سے کپڑے پہنائے گا؟ جو خود پیاسا ہو وہ کسی کو کیوں پانی پلائے گا؟ بھوکا کسی اور کا پیٹ بھرنے کی کیسے سوچے گا؟ جس کا نعرہ ہی یہ ہو: ’’یا شیخ اپنی اپنی دیکھ‘‘ وہ تو دوسروں کی جھولیوں کے دانے بھی اپنی جھولی میں ڈالنے کے منصوبے ہی بنائے گا۔ ہوس کا پجاری ایثار کو کبھی جگہ نہیں دے سکتا۔

آسمانی نظام (اسلام) کے بنانے والے کو از خود کسی مادے کی از ابتدا تا انتہا لمحے بھر کے لئے ذرہ برابر بھی ضرورت نہیں ہے، وہ تو خود مادے کے ہر ہر جزو کا خالق ہے اس نے کسی مادے کا کوئی بھی ذرہ اپنی ذات کے لئے نہیں بنایا، اس نے مادوں (جن سے کوئی چیز تیار ہو سکے) کی تمام شکلیں اپنے بندوں ہی کے لئے بنائی ہیں۔

چنانچہ اس نے اپنے بنا کر دیئے ہوئے نظام میں مادیت کی اہمیت کو برقرار رکھنے کے باوجود اس کے بجائے روحانیت (للّٰہیت، اخلاق، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی) کو بنیاد بنایا۔ جس نے انسانیت کو زندگی دی، جس نے مسرت کی فضا قائم کی، جس

نے معاشرتی سکون کو راہ دی، جس نے نفس کو مطمئن کیا، جس نے امن کا بول بالا (ترقی) کیا، جس نے صلح، میل میلاپ، امان، آرام، چین، پناہ اور حفاظت کو دوبالا (دُگنا چوگنا) کیا۔

اسلام نے انسان کی سوچ کا زاویہ (گوشہ) ہی بدل دیا، انسانی ذہن میں موجود تمام مادی زاویوں کی بُرائی اور نقصانات کھول کھول کر اس کی بنیادوں کو جھنجوڑ (ہلا کر) کر کمزور کر دیا اور اس کی جگہ اپنی دی ہوئی بنیادوں کو بھر دیا۔ اسلام نے انسان کو یہ بات سمجھائی تمہارے ذہنوں میں عزت، عظمت، بلندیٔ مرتبہ کی جو بنیادیں ہیں وہ غلط ہیں، یہ بنیادیں دنیا کے تمام انسانوں کو بیک وقت عظمت نہیں دلا سکتیں ان سے چھینا جھپٹی، لوٹ مار کا بازار گرم ہوتا ہے، ان سے انسان کے ہاتھوں انسان کی خونریزی کے دروازے چوپٹ کھل جاتے ہیں، یہ لوٹ مار اور خونریزی انسان کو عظمت دلانے کے بجائے انسانیت کے درجے سے بھی گرا دیتی ہے، نہ صرف گرا دیتی ہے بلکہ درندگی (چیر پھاڑ کھانا) کے درجے سے بھی نیچے کے درجے پر لا کھڑا کرتی ہے، لہٰذا رنگ، زبان، نسل، علاقہ، مال، منصب اور حیثیت کو عظمت کے حصول کے اسباب سمجھنا حماقت (بے وقوفی) ہے۔ عظمت ان چیزوں سے خریدی بھی نہیں جا سکتی، کیونکہ اول تو عظمت دنیا کے بازاروں میں بیچی جانے والی اشیاء میں شامل ہی نہیں ہے، دوسرے اس کی قیمت رنگ، زبان، نسل، علاقہ وغیرہ بن ہی نہیں سکتے۔ عظمت، تقدس، بزرگی، عزت، تکریم اور اعزاز اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانوں کی انمول چیز ہے، جس کی قیمت تقویٰ ہے، جس کے معنی زندگی کے تمام شعبوں میں، اوقات کے تمام لمحات میں، جس کے سر کے بال سے لے کر پیر کے ناخن تک کے تمام کے تمام اعضاء میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی نیت سے صرف اور صرف مکمل اسلام پر اس کی روح کے تقاضوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پورا عمل کرنا ہے، جس کا ایک سطری خلاصہ یہ ہے کہ: ”من چاہی چھوڑ کر رب چاہی کو زندگی کا دستور بنالینا۔“

اسلام ایک رسی کی مثال ہے جس کا ایک سرا آسمانوں سے اوپر ہے اور دوسرا سرا لٹکتا ہوا زمین پر موجود ہے۔ آسمان کے اوپر پہنچنے کے لئے (یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب و تعلق قائم ہو جانے کے لئے) زمین پر بسنے والے تمام انسان بیک وقت زمین پر لٹکے ہوئے سرے کو تھام کر اوپر کی طرف سفر شروع کر سکتے ہیں۔ جب وہ اس سفر کا آغاز کریں گے تو انہیں جا بجا مختلف روشن مینار نظر آنا شروع ہو جائیں گے، اس ہموار شاہراہ پر ایک روشن مینار تو یہ ہے:

”انما المؤمنون اخوۃ۔“ (الحجرات:۱۰)

ترجمہ: ”بلاشبہ تمام مسلمان (رنگ، نسل، زبان، علاقہ، حیثیت کے اختلاف کے باوجود) آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“

لہٰذا ذکر کردہ اختلافات کی بنیادوں پر کسی بھائی کی کسی دوسرے بھائی سے لڑائی ہو جائے تو کسی کی بے جا طرف داری یا انتقامی جذبوں سے کام لینے کے بجائے ان کی باہمی صلح کی اللہ تعالیٰ کے ڈر کا خیال رکھتے ہوئے کوششیں جاری رکھی جائیں اور ان کو یوں ہی ان کے حال پر نہ چھوڑے رکھیں۔ وہ دونوں فریق بھی جذبات سے کھیلنے کے بجائے اتحاد و اتفاق کو قائم رکھنے کے لئے ایک دوسرے سے معافی چاہنے میں پہل کریں۔ ایک معذرت چاہ لے تو دوسرا فوراً اس کی معذرت قبول کر لے۔

دوسرا روشن مینار یہ ہے:

”یاایھا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم“ (الحجرات:۱۱)

ترجمہ: ”اے مسلمانوں کی جماعت تم میں سے کوئی قوم، جماعت کسی دوسری قوم یا جماعت کا مذاق (بھی) نہ اڑائے۔“

تمہیں کیا پتہ کس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا مقام ہے؟ عین ممکن ہے جس مرد، عورت یا جماعت کا مذاق اڑایا جا رہا ہو وہ مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں، اگر اختلاف و لڑائی ختم نہ ہو رہی ہو تو بھی نفرت اور مخالفت کے جذبات میں تیزی اور اشتعال (غصے کے اظہار میں حد سے زیادہ جوش) بڑھنا نہیں چاہئے، اس لئے کہ ان حرکتوں سے مظلوم بھی ظالم بن جایا کرتا ہے۔

تیسرا روشن مینار یہ ہے:

”ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب“ (الحجرات:۱۱)

ترجمہ: ”نہ ایک دوسرے کے اندر عیب نکالو، نہ چڑانے والے نام رکھو۔“

اسلامی برادری کا فرد بنتے ہی تمہارے رب نے تمہارا نام مومن و مسلم رکھ دیا تھا جو اسلامی برادری میں ہونے کی پکی پہچان تھی کیا تمہیں اپنی برادری کے افراد کا یہ علامتی نام پسند نہیں کہ تم اللہ کے پسند و مقرر کئے ہوئے نام پر دوسروں پر عیب لگاتے ہوئے ان کے چڑانے والے نام رکھتے ہو؟ اس مظلوم پر تو تمہارا دیا ہوا نام و الزام

لگے یا نہ لگے تم اپنی بے انصافی کی اس حرکت کی وجہ سے اپنا نام بدتہذیب، فاسق، گناہگار اور دوسروں کو تکلیف دینے والا (مردم آزار) رکھ بیٹھے اس لئے کہ ایمان کے بعد بُرا نام گناہگاری کی بات ہے۔

چوتھا روشن مینار یہ ہے:

”یاایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن.“ (الحجرات:۱۲)

ترجمہ:”اے ایمان والو! بہت ساری (بدگمانیوں، تہمتوں) سے بچو۔“

جب تم آپس میں لڑو گے یا ایک دوسرے کی بے جا مخالفت کرو گے تو تمہارے اندر بہت ساری بدگمانیاں پیدا ہوں گی ان بدگمانیوں کا لازمی نتیجہ تہمتوں کی صورت میں نکلے گا ان تہمتوں کو قیامت کے دن ثابت بھی کرنا پڑ جائے گا، لہٰذا اس تہمت کی اصل یعنی بدگمانی ہی سے بچو اس لئے کہ بعض بدگمانیاں دنیا میں گناہ ہیں اور آخرت میں ثابت کرنا پڑ جائیں گی۔

پانچواں روشن مینار یہ ہے:

”ولا تجسسوا“ (الحجرات:۱۲)

ترجمہ:”اور (کسی کے) راز نہ ڈھونڈو۔“

جب کسی کی مخالفت پر اتر جاؤ گے تو اس کے عیب بھی ڈھونڈنے لگ جاؤ گے۔ یہ اسلامی معاشرت میں زہر قاتل ہے۔ معاشرے میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کون سا فرد ہے جس میں طبعی اور فطری کمزوری نہ ہو؟ ان کمزوریوں کو چھپاؤ گے تو ہی معاشرے میں امن برقرار رہے گا ورنہ دنیا میں بدامنی کا دور دورہ (راج) رہے گا، اس بے فائدہ لذت میں ایسی مصروفیت رہے گی کہ لوگ ہر طرح کے مفید کاموں سے نہ صرف محروم رہیں گے بلکہ ایک دوسرے کے سر پھوڑتے رہنے کے ساتھ ساتھ جانیں بھی بلا جھجک لینا شروع کردیں گے۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ان کے عیبوں کو چھپایا نہ جائے گا، گھر بیٹھے رسوائیاں ملتی رہیں گی، آخرت کی سزائیں علیحدہ استقبال کریں گی۔

چھٹا روشن مینار یہ ہے کہ:

”ولا یغتب بعضکم بعضاً“ (الحجرات:۱۲)

ترجمہ:”اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔“

جب کسی کی مخالفت پر اتر جاؤ گے تو اس کے عیب بھی ڈھونڈنے پر تیار کردے گی تو کیا تم اس کے عیب ڈھونڈ کر اپنے پاس محفوظ کر رکھو گے تم نے تو عیب ڈھونڈے ہی اس لئے تھے کہ خوب اس کو پھیلاؤں، لہٰذا اب تم اس کو ہر کسی سے بیان کرتے پھرو گے اسی کا نام غیبت ہے جو معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرتی رہتی ہے اور اس دیمک کا راستہ اگر نہ روکا گیا تو معاشرہ پھر اپنے پیروں پر کھڑا نہیں رہ سکے گا۔

ساتواں روشن مینار یہ ہے کہ:

”ولا تنازعوا“ (الانفال:۴۶)

ترجمہ:”اور آپس میں نہ لڑو۔“

اگر اپنی قوتوں، صلاحیتوں کو آپس میں لڑ بھڑ کر ضائع کرتے رہو گے تو اندر سے خود بھی بزدل ہوجاؤ گے اور بیرونی طور پر تمہارا رعب تمہارے دشمنوں کے دلوں سے نکل جائے گا پھر کھوکھلے تنوں کو گرانا کون سا مشکل کام ہے؟ مکڑی کے جالوں کی صفائی میں کتنی دیر لگتی ہے؟

آٹھواں روشن مینار یہ ہے کہ:

”اے اسلامی برادری کے لوگو! اور آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے کے عیب نہ ڈھونڈو، ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو، پیٹھ نہ پھیرو، اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔“

(بخاری شریف، ج:۳، ص:۸۹۴)

حسد، بغض، نفرت، منہ موڑنا، پیٹھ پھیرنا وغیرہ معاشرے کے وہ زخم ہیں جو ہر وقت رستے رہتے ہیں، ان سے نہ صرف بدبو پھیلتی ہے بلکہ جسم بھی گلتا رہتا ہے، اتحاد، اتفاق، یکجہتی پارہ پارہ (ٹوٹ پھوٹ) ہوجاتی ہے، یہ وہ زہریلی ہوائیں ہیں جن کی موجودگی میں محبت، الفت، پیار کے پھول مرجھا جاتے ہیں، یہ انسانی زمین کا وہ سیم وتھور ہے، جس میں بھائی چارگی، ہمدردی، خیرخواہی، بھلائی کی فصلیں اگتی ہی نہیں ہیں۔

نواں روشن مینار یہ ہے کہ:

”امت مسلمہ کے افراد آپس میں ایک دوسرے کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنے اور وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے جواب دینے کا رواج ڈالو۔“

(مسلم شریف، ج:۱، ص:۵۴)

گھروں سے نکلتے ہوئے، گھروں میں داخل ہوتے ہوئے، راستوں میں آتے جاتے ہوئے، کسی سے میل جول، ملاقات کے وقت، کسی سے رخصت ہوتے ہوئے، ٹیلی فونک گفتگو کے آغاز وتکمیل پر سلام کا رواج ڈالو۔ یہ سلامتی رحمت وبرکت کی دعا ہے، جب اس دعا کی فضا عام

ہوگی،اس دعا کا خوب چرچا ہوگا،اس دعا کا عمومی مطالبہ ہوگا تو اس دنیا کے نظام کے چلانے والے رب العالمین کے صفاتی نام سلام،رحیم اور مبارک بھی ہیں وہ ذات اپنے بندوں کے دلوں میں محبت بھی ڈالے گی اور ان پر سلامتی،رحمت اور برکت کی پھوار بھی جاری رکھے گی۔

دسواں روشن مینار یہ ہے کہ:

’’باہمی ملاقات کے وقت جن جن سے مصافحہ (ایک دوسرے سے ہاتھ ملانے) کی اجازت شریعت نے دی ہو ان سے مصافحہ کیا کرو،اس سے دلوں کی کدورت (رنجش) دور ہوتی ہے۔‘‘

(بخاری شریف،ج:۱،ص:۹)

(گویا مصافحہ نفرتوں کو مٹانے اور محبتوں کو بڑھانے اور گناہوں کو گرانے کا ذریعہ ہے)۔

گیارہواں روشن مینار یہ ہے کہ:

’’اے مسلمان! جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند کرے۔‘‘ (بخاری شریف،ج:۱،ص:۱۶)

(گویا ذہنی طور پر بھی ہر ہر مسلمان کو اپنا سمجھنا اور عملی طور پر بھی اسے اپنا بنا کر رکھنا)۔

بارہواں روشن مینار یہ ہے کہ:

’’اے مسلمان معاشرے کے لوگو! آپس میں ایک دوسرے کو تحائف دو اور (اس کے ذریعے سے بھی) ایک دوسرے کی محبت میں اضافہ کرو۔‘‘ (مجمع الزوائد،ج:۴،ص:۲۹۰)

(گویا تحائف کی کھادوں سے محبت کی کھیتیاں لہلہاتی رہتی ہیں،محبت کی خوشبوؤں سے فضائیں معطر (خوشبودار) رہتی ہیں جو ذہنی سکون کا آغاز ہے)۔

تیرھواں روشن مینار یہ ہے کہ:

’’اے اللہ کے بندو! جب کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان بھائی کی اس کی مشکلات کے حل کرنے میں (اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے) مدد کرتا ہے،اللہ تعالیٰ اس کی مشکلات کے حل ہونے میں اس کی مدد کرتا ہے۔‘‘

(مسند احمد،ج:۲،ص:۲۷۴)

کون ہے جسے اللہ کی مدد کی ضرورت نہیں،نیز ایسے معاشرے میں نفرتوں کا گزر کیسے ہوسکتا ہے؟

چودھواں روشن مینار یہ ہے کہ:

’’وہ مومن ہی نہیں جن کی ایذاؤں،تکالیف سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔‘‘

(بخاری شریف،ج:۲،ص:۸۸۹)

معاشرتی بدامنی کی جڑیں کاٹ دینے کا اس سے بہتر کیا انتظام ہوسکتا ہے؟

پندرھواں روشن مینار یہ ہے کہ:

’’وہ مومن ہی نہیں جو خود تو رات کو اپنا پیٹ بھر لے لیکن اس کے اطراف میں اس کے پڑوسی بھوکے ہوں۔‘‘

(مستدرک حاکم،ج:۴،ص:۱۶۷)

معاشرتی زندگی کے احیاء (زندہ کرنے) اور بقا (زندہ رکھنے) کا اس سے بہتر کوئی اور فارمولا ہوسکتا ہے؟

سولھواں روشن مینار یہ ہے کہ:

’’اے میری امت کے لوگو! مسلمان تو وہ ہے جس کے ہاتھ اور جس کی زبان کی تکالیف سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔‘‘

(بخاری شریف،ج:۱،ص:۶)

اس جھنڈے کے ہاتھ میں آجانے کے بعد کیا کسی مسلمان کی ناجائز حرکتوں سے کوئی بھی صاحب ایمان و اسلام غیر محفوظ رہ سکتا ہے؟ خصوصاً وہ ائمہ جو باجماعت نمازوں میں طویل قرأت کرتے ہیں یا خشوع وخضوع کے نام پر تھکا دینے والے رکوع،سجود کرتے ہیں،نیز وہ علماء جو اپنی تقاریب میں لاؤڈ اسپیکر کی بھرپور اور غیر ضروری آواز سے محلے کے ضعیف،بیمار،امتحان کی تیاری کرنے والے طلبا و طالبات،کام سے تھکے آئے ہوئے آرام کا تقاضا رکھنے والے مزدوروں کو جبراً شامل کرتے ہیں،غور کریں۔

سترھواں روشن مینار یہ ہے کہ:

’’جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔‘‘

(مسند احمد،ج:۲،ص:۱۷۷)

فضول وفحش گفتگو لایعنی بحثوں،بے نتائج جھگڑوں،وقت ضائع کرنے والے موضوعات پر پابندی کا اس سے بہتر نسخہ نہیں ہوسکتا۔

اٹھارھواں روشن مینار یہ ہے کہ:

’’جس نے لڑائی جھگڑوں سے بچنے کی خاطر حق پر ہونے کے باوجود اپنا حق چھوڑ دیا میں (تمہارا سچا اور عہد کو پورا کر دکھانے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے لئے جنت کے درمیان میں جگہ دلانے کی ضمانت لیتا ہوں۔‘‘ (ترمذی شریف،ج:۲،ص:۵۷)

اللہ تعالیٰ کے بعد مرتبہ اور حیثیت رکھنے والی ہستی کی ضمانت کے بعد کیا کوئی دنیوی جھگڑا پنپ سکتا ہے؟،سرسبز رہ سکتا ہے؟،پروان چڑھ سکتا ہے؟،ترقی کرسکتا ہے؟

(جاری ہے)

مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ

عظیم مورخ اور مفکر

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

جمعیۃ علماء ہند کے قیام کو ایک صدی مکمل ہونے پر انڈیا میں صد سالہ تقریبات کا سلسلہ جاری ہے اور جمعیۃ کے بزرگ اکابر کی یاد میں مختلف سیمینارز منعقد ہو رہے ہیں۔ دہلی میں جمعیۃ علماء ہند کے سرگرم راہنما، مورخ اور مفکر حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ کے حوالہ سے منعقدہ سیمینار کی مناسبت سے حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عقیدت اور چند ملاقاتوں کے تاثرات پر مشتمل کچھ گزارشات قلمبند ہو گئیں جو قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ کا نام پہلی بار طالب علمی کے دور میں اس وقت سنا جب میں جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں زیر تعلیم تھا اور چچا محترم حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ کے زیر مطالعہ کتابوں اور جرائد پر میری بھی نظر پڑتی رہتی تھی بلکہ وہ خود کسی نہ کسی کتاب کے مطالعہ کا موقع فراہم کر دیتے تھے۔ ان دنوں جمعیۃ علماء ہند کے بارے میں حضرت مولانا سید محمد میاںؒ کا رسالہ ”جمعیۃ علماء کیا ہے؟“ نظر سے گزرا، اس سے قبل چودھری افضل حقؒ کی ”تاریخ احرار“ دیکھ چکا تھا اس لئے تاریخ کا تھوڑا بہت ذوق رکھتا تھا۔ اس کے بعد ”علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے“ اور ”علماء ہند کا شاندار ماضی“ کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا اور ذہن و فکر کے دائرے متعین ہوتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے افکار و تعلیمات کا ایک نقشہ مولانا سید محمد میاںؒ کے قلم سے ”علماء ہند کا شاندار ماضی“ میں نظر سے گزرا تو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بارے میں وہ باتیں بھی کچھ نہ کچھ سمجھ میں آنے لگیں جو والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ اور عم مکرم حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ سے عام طور پر سنا کرتا تھا۔ چچا محترم اپنے بیانات، اسباق اور مواعظ میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا تذکرہ جس ذوق و محبت سے کرتے تھے اس کے نقوش ذہن میں راسخ ہوتے چلے گئے اور ان بزرگوں تک فکری رسائی کا سب سے بڑا ذریعہ میرے پاس حضرت مولانا سید محمد میاںؒ کی کتابیں اور مضامین ہوتے تھے۔

میں طالب علمی کے دور میں ہی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان سے وابستہ ہو گیا تھا اور اس کی سرگرمیوں میں کسی نہ کسی سطح پر شریک رہنا میرے معمولات کا حصہ تھا۔ اسی دور میں جامعہ مدنیہ لاہور کے بانی اور حضرت مولانا سید محمد میاںؒ کے فرزند حضرت مولانا سید حامد میاںؒ کی خدمت میں حاضری کے مواقع میسر آنے لگے اور ان سے نیازمندی کا تعلق استوار ہو گیا۔ اس دوران معلوم ہوا کہ حضرت مولانا سید محمد میاںؒ لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں، بے حد خوشی ہوئی اور ایک روز ان کی ملاقات و زیارت کے لئے جامعہ مدنیہ لاہور حاضر ہو گیا۔ حضرت مولانا سید حامد میاںؒ گھر میں نہیں تھے، ایک سادہ سے بزرگ نے دروازہ کھولا تو میں نے عرض کیا کہ گوجرانوالہ سے حضرت کی زیارت و ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت تو کسی کام کے لئے گئے ہوئے ہیں تھوڑی دیر میں آئیں گے، آپ اندر آئیں اور بیٹھ جائیں۔ میں سمجھا کہ خاندان کے کوئی بزرگ ہیں اور مہمانوں وغیرہ کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ میں کمرہ میں بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد وہ بزرگ دستر خوان اور پانی کا لوٹا لئے تشریف لائے اور فرمایا کہ کھانے کا وقت ہے، آپ دور سے آئے ہیں کھانا کھا لیں۔ میں بیٹھ گیا، انہوں نے ہاتھ دھلوانے کے لئے لوٹا پکڑا ہوا تھا، میں نے لوٹا ان کے ہاتھ سے لینا چاہا اور عرض کیا کہ آپ بزرگ ہیں، میں ہاتھ خود ہی دھولوں گا۔ فرمایا کہ نہیں، آپ ہمارے مہمان ہیں اس لئے میں ہی ہاتھ دھلواؤں گا۔ میں نے ہاتھ دھوئے اور کھانا شروع کر دیا، ابھی فارغ ہوا ہی تھا کہ حضرت مولانا سید حامد میاںؒ تشریف لائے، ان سے ملا تو پوچھا کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت سے ملنے آیا ہوں، پوچھا مل لیا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ کہاں ہیں؟ کان کے قریب منہ لا کر آہستہ سے کہا کہ یہ آپ کے سامنے تو بیٹھے ہیں۔ اللہ اکبر، یہ کیا ہو گیا؟ میں تو شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا، اب میرے منہ سے کوئی بات نہیں نکل رہی تھی اور حضرت مولانا سید حامد میاںؒ مجھے دیکھ کر مسکرائے جا رہے تھے۔ حضرت مولانا سید محمد میاںؒ نے انتہائی شفقت کے ساتھ مجھے تسلی

دی اور فرمایا کہ بھائی آپ مہمان ہیں، اس لئے پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔

یہ ان سے میری پہلی ملاقات تھی جس کے نقوش ومناظر ابھی تک ذہن میں تازہ ہیں اور کبھی کبھی ان کا تصور ذہن میں لا کر اپنے ان بزرگوں سے عالم تخیل میں ملاقات کرلیا کرتا ہوں۔ میرے ساتھ ان دنوں گوجرانوالہ کے مولانا قاری محمد یوسف عثمانی جماعتی وتحریکی کاموں میں بہت متحرک ہوا کرتے تھے، اب وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے سیکرٹری جنرل کے طور پر کام کررہے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک بار پھر جامعہ مدنیہ حاضری ہوئی اور دونوں حضرات کی زیارت وملاقات سے شادکام ہوئے، اس موقع پر پتہ چلا کہ حضرت مولانا سید محمد میاںؒ اپنی پوتی کے نکاح میں شرکت کے لئے آئے ہیں جس کا نکاح ضلع گوجرانوالہ کے ایک بڑے قصبہ قلعہ دیدار سنگھ کے کسی نواحی گاؤں میں ہوا ہے اور نکاح کے دوسرے دن حضرتؒ نے ولیمہ میں شرکت کے لئے اس گاؤں جانا ہے۔ اس زمانہ میں گوجرانوالہ کا بائی پاس روڈ نہیں بنا تھا اور قلعہ دیدار سنگھ جانے کے لئے چوک گھنٹہ گھر کے پاس سے گزر کر جانا ہوتا تھا جس سے چند قدم کے فاصلے پر جامعہ نصرۃ العلوم واقع ہے۔ ہم بہت خوش ہوئے کہ اس بہانے حضرت مولانا سید محمد میاںؒ تھوڑی دیر کے لئے ہی سہی جامعہ نصرۃ العلوم میں تشریف لا سکیں گے، مگر معلوم ہوا کہ عملاً ایسا نہیں ہوسکے گا اس لئے کہ وہ ویزے کے قوانین کے تحت ان کی نقل و حرکت متعین راستوں اور مقامات سے ہی ممکن ہوگی اور ادھر ادھر کسی جگہ وہ نہیں جاسکیں گے۔ یہ بات مجھے اور قاری محمد یوسف عثمانی کو کسی طرح ہضم نہیں ہورہی تھی کہ حضرت مولانا سید محمد میاںؒ جامعہ نصرۃ العلوم کے قریب صرف چند قدم کے فاصلے سے گزریں گے اور ہمارے ہاں تشریف نہیں لائیں گے۔ ہم شش وپنج اور پیچ وتاب کے اسی حال میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ”کذلک کدنا لیوسف“ کی طرز پر ذہن میں ایک ترکیب ڈال دی اور ہم نے پلان بنا کر حضرت مولانا سید حامد میاںؒ کو اعتماد میں لے لیا۔ پھر ہوا یوں کہ حضرت مولانا سید محمد میاںؒ کو لاہور سے ولیمہ کے لئے قلعہ دیدار سنگھ لے جانے کے لئے گاڑی کا بندوبست ہم نے کیا جو جامعہ نصرۃ العلوم کے قریب سے گزرتے ہوئے اچانک ”خراب“ ہوگئی۔ ڈرائیور نے بہت کوشش کی مگر انجن کا نقص معلوم نہ ہوسکا، حضرت مولانا سید محمد میاںؒ کو گاڑی سے باہر لا کر سڑک پر ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا تاکہ جتنی دیر گاڑی چلنے کے قابل نہیں ہوتی وہ آرام سے بیٹھے رہیں۔ نگرانی کے لئے ساتھ جانے والے پولیس آفیسر سے ہم نے کہا کہ بزرگ مہمان ہیں اس طرح سڑک پر بٹھانا مناسب نہیں ہے، قریب ہی مدرسہ ہے اگر اجازت ہو تو گاڑی ٹھیک ہونے تک وہاں بٹھالیا جائے۔ اس نے صورتحال دیکھتے ہوئے اجازت دے دی اور یوں ہم حضرت کو مدرسہ میں لے آئے جہاں حضرت والد محترم مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ اور حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ کے علاوہ شہر کے بزرگ علماء حضرت مولانا مفتی عبد الواحدؒ، حضرت مولانا عبد القیوم ہزارویؒ، حضرت مولانا احمد سعید ہزارویؒ اور دیگر بہت سے حضرات پہلے سے موجود تھے، ان کے ساتھ تھوڑی دیر نشست رہی اور پھر گاڑی ٹھیک ہوجانے پر حضرتؒ کو آگے روانہ کردیا گیا۔

حضرت مولانا سید محمد میاںؒ نے ایک مؤرخ کے طور پر برصغیر میں دینی جدوجہد کی تاریخ کو جس ذوق ومحنت کے ساتھ مرتب کیا ہے وہ اہل حق پر ان کا بہت بڑا احسان ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے افکار وتعلیمات کو منظم ومرتب انداز میں پیش کرکے انہوں نے علماء حق کی راہنمائی کا ہمیشہ کے لئے اہتمام کردیا ہے، وہ تحریک ولی اللّٰہی کے محسنین میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے درجات جنت میں بلند سے بلند تر فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۱۸ دسمبر ۲۰۱۸ء)

تحفظ ختم نبوت تقریری مسابقہ

کراچی.... جامعۃ السعید پی ای سی ایچ ایس سوسائٹی کراچی کے زیر اہتمام جامعہ کے طلبا کے درمیان تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے تقریری مسابقہ ۱۳ دسمبر ۲۰۱۸ء بروز جمعرات ہوا۔ مسابقہ کا آغاز صبح ۹ بجے ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا عبدالحی مطمئن، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد رضوان نے منصفین کے فرائض سرانجام دیئے۔ طلبا نے خوب محنت سے تقریری مسابقہ کے لئے تیاری کی۔ آخر میں مولانا محمد قاسم نے طلبا سے خطاب کیا۔ مجلس کے نظم اور عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے گفتگو کی۔ شعبان میں سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر، عید الاضحیٰ کی تعطیلات میں سالانہ ختم نبوت کورس کراچی کی دعوت وترغیب دی۔ مدرسہ کی انتظامیہ سے ہفت روزہ ختم نبوت جاری کرانے کی درخواست کی جس کا مثبت جواب ملا۔ ادارہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد سعید اوکاڑوی مدظلہ نے طلبا کو نصیحت فرمائی اور حضرت مدظلہ کی دعا پر ہی پروگرام کا اختتام ہوا۔

قتلِ ناحق...... سنگین گناہ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

کسی کو ناحق قتل کرنا سنگین گناہ اور جرمِ عظیم ہے، دنیا کی ساری جماعتیں، فرقے اور مذاہب اس پر متفق ہیں، اور احادیثِ طیبہ میں انسانی جان کی حرمت کو بیت اللہ کی حرمت سے بھی زیادہ اہم قرار دیا ہے، اور بعض روایات میں ناحق قتل کرنے کو ساری دنیا کی تباہی سے شدید بتایا گیا ہے۔ اور قرآنِ کریم میں ناحق قتل کرنے والے کی سزا ہمیشہ کے لئے جہنم قرار دی گئی ہے، اور ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور لعنت ہوتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب الله عليه ولعنه واعد له عذابا عظيما۔“ (النساء: ۹۳)

ترجمہ: ”اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔“ (آسان ترجمہ قرآن: ۱/۲۸۸)

قرآن مجید میں دوسری جگہ ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کے قتل کے برابر فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے:

”من اجل ذلك كتبنا على بني اسرائيل انه من قتل نفسا بغير نفس او فساد في الارض فكانما قتل الناس جميعا ومن احياها فكانما احيا الناس جميعا۔“ (المائدۃ: ۳۲)

ترجمہ: ”اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے جبکہ یہ قتل نہ کسی اور جان کا بدلہ لینے کے لئے ہو اور نہ کسی کے زمین میں فساد پھیلانے کی وجہ سے ہو تو یہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی کی جان بچالے تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کی جان بچالی۔“ (آسان ترجمہ قرآن: ۱/۳۹۹)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کے خلاف قتل کا یہ جرم پوری انسانیت کے خلاف جرم ہے، کیونکہ کوئی شخص قتلِ ناحق کا ارتکاب اُسی وقت کرتا ہے جب اس کے دل سے انسان کی حرمت کا احساس مٹ جائے، ایسی صورت میں اگر اس کے مفاد کا تقاضا ہوگا تو وہ کسی اور کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کرے گا، اور اس طرح پوری انسانیت اس کی مجرمانہ ذہنیت کی زد میں رہے گی۔ اور جب اس ذہنیت کا چلن عام ہوجائے تو تمام انسان غیر محفوظ ہوجائیں گے، لہٰذا قتلِ ناحق کا ارتکاب چاہے کسی کے خلاف ہو تمام انسانوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ جرم ہم سب کے خلاف کیا گیا ہے۔ اس لئے ناحق قتل کرنے سے بچنا بہر صورت واجب ہے۔

احادیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناحق قتل کرنے پر بہت سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔ ذیل میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

حدیث نمبر۱:

”عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اجتنبوا السبع الموبقات، قالوا: يا رسول الله وما هن؟ قال: الشرك بالله، والسحر، وقتل النفس التي حرم الله الا بالحق، واكل الربا، واكل مال اليتيم، والتولي يوم الزحف، وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات“، (صحيح البخاري ۔ ۴/ ۱۰)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات ہلاک کرنے والی باتوں سے دور ہو، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون سی باتیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: خدا کے ساتھ شرک کرنا، اور جادو کرنا، اور اُس

جان کا ناحق مارنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اور سود کھانا، اور یتیم کا مال کھانا، اور جہاد سے بھاگنا، اور پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

حدیث نمبر۲:

”عن ابن مسعود قال : لا یزال الرجل فی فسحة من دینه مالم یهرق دما حراما، فاذا أهراق دما حراما نزع منه الحیاء .“(نعیم . عب) (کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال . ۱۵/ ۱۴۹)

ترجمہ:”حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ آدمی اپنے دین کی طرف سے اس وقت تک وسعت اور کشادگی میں رہتا ہے جب تک حرمت والے خون کو نہ بہائے، جونہی وہ حرمت والے خون کو بہادے گا تو اس سے حیا کھینچ لی جائے گی۔“

حدیث نمبر۳:

”عن عبداللّٰه بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم والذی نفسی بیده لقتل مؤمن أعظم عند اللّٰه من زوال الدنیا.“ (سنن النسائی . ۷/ ۹۴)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مسلمان کا قتل کرنا اللہ عزوجل کے نزدیک تمام دنیا کے تباہ ہونے سے زیادہ بڑھ کر ہے۔“

حدیث نمبر۴:

”عن البراء بن عازب أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال : لزوال الدنیا أهون علی اللّٰه من قتل مؤمن بغیر حق.“ (سنن ابن ماجه . ۲/ ۸۷۴)

ترجمہ: ”حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کو فنا کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک مومن کو ناحق قتل کرنے سے آسان اور ہلکا ہے۔“

حدیث نمبر۵:

”عن عبداللّٰه بن عمرو رضی اللّٰه عنهما عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال من قتل معاهدا لم یرح رائحة الجنة وان ریحها توجد من مسیرة أربعین عاما.“ (صحیح البخاری . ۱/ ۲۰۸)

ترجمہ:”حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا جس سے معاہدہ ہو تو وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے۔“

حدیث نمبر۶:

”ما أطیبک وأطیب ریحک، ما أعظمک وأعظم حرمتک، یعنی الکعبة، والذی نفس محمد بیده لحرمة المؤمن أعظم عند اللّٰه حرمة منک: ماله ودمه وأن یظن به الا خیرا.“ (ه ___ عن ابن عمر)

ترجمہ:”اے خدا کے گھر، کعبۃ اللہ! تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو بھی کتنی عمدہ ہے، تو کتنی عظیم شان والا ہے اور تیری عزت کتنی بلند ہے؟ لیکن قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے، ایک مومن کی عزت وحرمت اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری عظمت وحرمت سے بڑھ کر ہے، اس کا مال اور خون بہت محترم ہے، اور مومن کے ساتھ اچھا گمان رکھنا چاہئے۔“

حدیث نمبر۷:

”من أعان علی قتل مؤمن بشطر کلمة لقی اللّٰه یوم القیامة مکتوب بین عینیه : آئس من رحمة اللّٰه ، ه ـ ق - عن ابی هریرة ؛ طب - عن ابن عباس؛ ابن عساکر . عن ابن عمر ؛ ق . عن الزهری مرسلاً.“ (کنز العمال . ۱۵/ ۳۱)

ترجمہ:”جس شخص نے کسی مسلمان کے قتل میں قاتل کی امداد ایک کلمہ سے بھی کی تو میدانِ حشر میں جب وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا تو اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا۔ آئس من رحمة اللّٰه ۔یعنی یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کر دیا گیا ہے۔“

خلاصہ یہ کہ کسی انسان بالخصوص کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا حرام اور سخت حرام ہے اور بلاشبہ گناہِ کبیرہ ہے، اس لئے اس سے بچنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

تھالی کا بینگن

قصہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کا

الحاج اشتیاق احمد مرحوم

بچپن، لڑکپن، جوانی:

انیسویں صدی کے وسط کی بات ہے کہ ایک شخص تحصیل داری کے امتحان میں فیل ہوگیا۔ اس نے سوچا کہ اب میں کیا کروں اور کچھ نہ سوجھا تو اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کردیا۔ اس سے پہلے کہ ہم یہ بتائیں کہ نبوت کے دعوے کے بعد اس نے کیا کیا پہلے یہ سن لیں کہ اس کا بچپن کیسا تھا۔ لیکن اس سے بھی پہلے آپ کو یہ کیوں نہ بتادیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ’’میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘

اس بارے میں آپ کی اور بھی بہت سے احادیث موجود ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کردیا۔ آپ کو اطلاع ملی تو فوراً اعلان کردیا کہ کوئی شخص اس سے نبوت کی دلیل نہ طلب کرے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماگئے ہیں: ’’میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘ اگر کسی نے اس سے نبوت کی دلیل طلب کرلی تو گویا وہ یہ سمجھے گا کہ کوئی ایسی نبوت، اگر دلیل ہو تو آسکتی ہے؟

ہم مرزائیوں سے نبوت کی دلیل تو طلب نہیں کرتے، لیکن ایک مطالبہ البتہ ضرور کرتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کو ایک اچھا انسان ثابت کردیں، لیکن وہ اتنا بھی نہیں کرسکتے۔ اس لئے کہ مرزا تو پورا گرگٹ تھا، گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا اس کا کام تھا، آیئے پہلے اس کے بچپن پر ایک نظر ڈال لیں۔

مرزا کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ تھا، وہ انگریز حکومت کا ملازم تھا۔ ان دنوں برصغیر پر انگریز کی حکومت تھی۔ مرزا غلام مرتضیٰ ریٹائرڈ ہوا تو اسے سات روپے ماہوار پنشن ملا کرتی تھی۔ ان حالات میں مرزا غلام احمد قادیانی کی اوٹ پٹانگ حرکتیں شروع ہوئیں۔

مرزا ایک دن بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، ایک بچے نے اس سے کہا: جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ، وہ گھر آیا گھر میں ایک برتن سفید چیز سے بھرا نظر آیا۔ مرزا نے خیال کیا کہ یہ بورا ہے، یعنی پسی ہوئی چینی۔ چنانچہ اس نے اس سے اپنی جیب بھرلی اور گھر سے نکل آیا۔ راستے میں اس نے ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی، بس پھر کیا تھا اس کا بُرا حال ہوگیا، سانس رکنے لگا۔ دراصل وہ پسی ہوئی چینی نہیں، پسا ہوا نمک تھا۔

اسی طرح ایک دن اس نے اپنی والدہ سے روٹی کھانے کے لئے سالن مانگا۔ گھر میں سالن تھا نہیں، والدہ نے کہا گُڑ لے لو، مرزا نے کہا: گُڑ سے تو کھاؤں گا نہیں، والدہ نے کہا: چینی لے لو۔ اس نے کہا: چینی سے بھی نہیں کھاؤں گا، اب والدہ نے کہا: اچھا اچار سے کھالو، کہنے لگا اچار سے بھی نہیں کھاؤں گا، والدہ کو غصہ آگیا جھلا کر بولی: پھر جاؤ راکھ سے کھالو، مرزا نے روٹی پر راکھ رکھی اور بیٹھ کر اس سے روٹی کھانے لگا، مطلب یہ کہ وہ ایسی عقل کا مالک تھا۔

مرزا کو بچپن میں چڑیاں پکڑنے کا بھی شوق تھا، چڑیاں پکڑ کر چاقو سے ان بے چاریوں کو ذبح کرتا تھا۔ اس طرح خوش ہوتا تھا، ایک دن ذبح کرنے کے لئے چاقو نہ مل سکا، سرکنڈے کا چھلکا لیا اور چڑیا کو ذبح کرنا چاہا۔ اب ذرا سوچیں! مرزا کس قدر بے رحم تھا، سرکنڈے سے بھی بھلا کوئی جانور ذبح کرتا ہے؟

ایک دن گھر میں مرغی ذبح کرنے کی ضرورت پیش آگئی، گھر میں اور کوئی نہیں تھا لہٰذا مرزا سے کہا گیا کہ وہ مرغی کو ذبح کردے۔ اس نے چھری لی اور مرغی ذبح کرنے کی کوشش کی، اس کوشش میں مرغی تو صاف بچ گئی، لیکن مرزا کی انگلی پر چھری چل گئی اور انگلی ذبح ہوگئی۔

مرزا کو موسم بدلنے کا پتا نہیں چلتا تھا، دوسروں کو اس بات کا پتا اس طرح چلا کہ سردی کے موسم میں وہ جو کپڑے پہن لیتا پھر گرمیاں آجانے پر بھی نہیں اتارتا تھا۔ مرزا اکثر الٹے جوتے پہن لیتا تھا، اسے پتا بھی نہیں چلتا تھا۔

آخر والدہ نے جوتوں پر نشان لگایا تب کہیں جاکر اسے الٹے سیدھے جوتوں کی تمیز آئی۔ نشان لگنے کے بعد اسے جوتے پہننے کا طریقہ تو آ گیا لیکن گھڑی پر وقت دیکھنا پھر بھی نہیں آتا تھا۔ ہندسوں کو گن کر حساب لگا کر وقت دیکھتا تھا۔ ماہرین نفسیات متفق ہیں کہ ایسے بچے انتہائی غبی اور کند ذہن ہوتے ہیں۔

مرزا کی یہ باتیں صرف بچپن ہی کی نہیں تھیں۔ بڑے ہونے پر بھی ایسی بہت سی باتیں سامنے آئیں مثلاً ایک مرتبہ کوئی اس سے ملنے آیا، گھر سے اسے بتایا گیا کہ مرزا مسجد میں ہے، وہ مسجد میں گیا لیکن مرزا وہاں بھی نظر نہ آیا، وہ پھر گھر کی طرف آیا، اب اسے بتایا گیا کہ مسجد کی کسی صف میں لپٹا کھڑا ہوگا، کیونکہ صف لپیٹتے وقت اسے بھی لپیٹ دیا جاتا ہے اور اسے پتا نہیں چلتا۔ اب جو اس نے جاکر صفوں کو دیکھا تو مرزا واقعی ایک صف میں لپٹا کھڑا تھا۔

مرزا کو شوگر کا مرض بھی تھا، دن میں سو سو مرتبہ پیشاب آتا تھا، اب آپ اندازہ لگائیں کہ جس شخص کو سو مرتبہ پیشاب آتا ہو اس کا کتنا وقت پیشاب کرنے میں خرچ ہوتا تھا ہوگا۔ کم از کم ایسے شخص کو نبوت کا دعویٰ کرتے وقت یہ بات تو سوچنی چاہئے تھی لیکن مرزا میں سوچ کا مادہ ہوتا تو سوچتا۔ شوگر کا مرض ہونے کے باوجود وہ چینی کھالیتا تھا، گھر میں گڑ ہوتا تھا، وہ گڑ کی ڈلیاں اپنی جیب میں رکھ لیتا تھا۔ غور فرمائیں کیا کوئی صحیح دماغ انسان گڑ جیب میں رکھتا ہے؟

مرزا کو جرابیں تک پہننے کا سلیقہ نہیں تھا، کبھی ایڑی والا حصہ اوپر کر لیتا تھا اور کبھی جراب کا اگلا حصہ پیر سے آگے لٹکتا رہتا تھا۔ کوٹ کے بٹن تک درست نہیں لگا سکتا تھا، نیچے والا بٹن اوپر والے کاج میں اور اوپر والا بٹن نیچے والے کاج میں لگا لیتا تھا، مرزا پانی بائیں ہاتھ سے پیتا تھا، کھانا چوکڑی مار کر کھاتا تھا، ایک مرتبہ سفر پر جانے کا اتفاق ہوا، بیوی ساتھ تھی لیکن بے پردہ، ایک ساتھی نے کہا بھی کہ مرزا صاحب بیگم صاحبہ کو الگ بٹھادیں، یہاں بہت لوگ موجود ہیں، مرزا نے فوراً کہا: ''جاؤ جی! میں ایسے پردے کا قائل نہیں۔''

ایک مرتبہ کیا ہوا، مرزا کے کچھ دوست اس سے ملنے کے لئے آئے، انہیں مسجد میں ٹھہرایا گیا، ان کے لئے کھانا لایا گیا، انہوں نے کھانا دیکھ کر کہا: ہم تو روزے سے ہیں، اس پر مرزا نے کہا: سفر میں روزہ رکھنا ٹھیک نہیں، جب اللہ نے اجازت دی ہے تو اس اجازت سے فائدہ اٹھانا چاہئے، لہٰذا آپ لوگ روزہ توڑ دیں۔ چنانچہ انہوں نے روزہ توڑ دیا جبکہ ان لوگوں نے سفر تو کر ہی لیا تھا اور افطار کرنے سے پہلے انہیں سفر کرنا نہیں تھا، اس کے باوجود مرزا نے ان کا روزہ تڑوادیا۔

مرزا کے ایک لڑکے نے اس کی جیب میں ایک اینٹ ڈال دی، مرزا سونے کے لئے لیٹتا تو اینٹ اسے چبھتی، کئی دن ایسا ہوتا رہا، ایک دن مرزا نے خادم سے کہا: میری پسلی میں درد ہے، شاید کوئی چیز چبھتی ہے، اس نے حیران ہو کر مرزا کے جسم پر ہاتھ پھیرا، اس کا ہاتھ اینٹ پر لگا، اس نے فوراً اینٹ جیب سے نکالی، مطلب یہ کہ مرزا کو یہ تک نہ معلوم ہوا کہ اس کی جیب میں اینٹ ہے اور ایسا ایک رات نہیں کئی رات تک ہوا۔ یعنی مرزا کئی راتوں تک اس اینٹ سمیت سویا، اب کوئی ایسے شخص کو بھی نبی مان بیٹھے تو اس کی عقل پر صرف رویا ہی جاسکتا ہے۔

مرزا کے گھر میں ایک نیم پاگل خادمہ تھی، ایک دن اس نے مرزا کی موجودگی میں اس کے کمرے میں کپڑے اتارے اور نہانے لگی، وہاں پانی کے گھڑے موجود تھے، جب نہا چکی تو اتفاق سے اسی وقت دوسری خادمہ آ گئی، اس نے پہلی کو ڈانٹا کہ یہ تم نے کیا حرکت کی؟ مرزا کمرے میں موجود تھا اور تم نے اس کی موجودگی میں غسل کیا، اس پر اس نیم پاگل خادمہ نے کہا کہ اسے کون سا کچھ نظر آتا ہے۔ اس کا مطلب ہے، مرزا کو کچھ نظر نہیں آتا تھا یا پھر وہ جان بوجھ کر اندھا بنا ہوا تھا۔ اس پر لطف یہ کہ اسے نبوت کا دعویٰ بھی تھا اور زیادہ مزے کی بات یہ کہ مرزا سینما بھی دیکھ لیا کرتا تھا۔ مرزا تصویر بھی کھنچوا لیتا تھا۔ گویا اسے تو اتنا بھی معلوم نہیں تھا کہ شریعت نے تصویر کشی سے منع کیا ہے۔ مرزا کتنا ہوش مند آدمی تھا، اب تک آپ کو اندازہ نہیں ہوا تو ایک اور واقعہ آپ کو سنا دیتے ہیں۔ ایک نالا عبور کرتے ہوئے مرزا کا ایک جوتا نالے میں گر گیا، لیکن اسے پتا تک نہ چلا اور دعویٰ کیا نبوت کا!!!

مرزا کو مرگی کا مرض بھی لاحق تھا، چیخ مار کر گرتا اور ہاتھ پیر اکڑ جاتے۔ آپ جانتے ہی ہوں گے کہ اس زمانے میں اگر کسی کو مرگی کا دورہ پڑ جاتا تھا تو فوری طور پر عوامی علاج کیا جاتا تھا؟ شاید آج کے جدید دور میں کچھ لوگوں کو معلوم نہ ہو۔ لیجئے ہم آپ کی معلومات میں اضافہ کئے دیتے ہیں، ایسے شخص کو جوتا سنگھایا جاتا تھا، اس پر وہ ہوش میں آجاتا تھا۔

(جاری ہے)

تاریخی مسجد میں سہ روزہ ختم نبوت کانفرنس

رپورٹ: مولانا محمد عارف شامی

گوجرانوالہ . . . . ایک رات میں تعمیر ہونے والی مکی مسجد بخاری روڈ ڈیوڑھا پھاٹک گوجرانوالہ .... اسلامیان گوجرانوالہ .... کے لئے 10/9 اکتوبر 1945ء کی درمیانی شب انتہائی باسعادت اور مسرت افزا تھی ہر شخص عشق مصطفےٰ کے جذبہ سے سرشار مسجد کی تعمیر میں سرگرم عمل تھا ایک ہی رات میں بننے والی اس مسجد کا پس منظر یہ تھا کہ اس سے ملحقہ آبادی کے ایک نیک صفت انسان جناب راجہ رحمت اللہ عقیدہ ختم نبوت کے جذبۂ حقانیہ کے ساتھ مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر واقع اندرون سیالکوٹی دروازہ آئے اور مجلس کے سرگرم رکن، جانثار امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ جناب غلام نبی سے ملاقات کر کے فرمایا کہ ڈیوڑھا پھاٹک کے قریب مرزائیوں نے فیض ہال کے نام سے بلدیہ سے نقشہ منظور کرا لیا ہے اور اس طرح مرزائی اپنے کفریہ عقائد کی ترویج کے لئے ایک مرکز تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو اطلاع دینا میرا دینی فرض تھا۔ اگر آپ نے اس کا سدِ باب نہ کیا تو قیامت کے دن میرا ہاتھ اور آپ کا گریبان ہوگا کیونکہ اگر کوئی مرتد ہو گیا تو اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ عظیم سپوت اسی وقت راجہ صاحب کے ساتھ چل پڑا اور مذکورہ جگہ کا جائزہ لے کر کارکنوں اور جماعتی احباب کا اجلاس بلایا اور یوں حضرت مولانا عبدالواحد مدظلہ کی تجویز پر فیض ہال کے بالمقابل مکی مسجد کی تعمیر کا فیصلہ ہوا۔ قادیانیوں کو فیض ہال تعمیر کرنے کی منظوری پر اسلامیان گوجرانوالہ نے ناپسندیدگی اور نفرت کا اظہار کیا۔ ہزاروں فدایان ختم نبوت نے میونسپل کمیٹی کا گھیراؤ کیا جس کے نتیجہ میں کمیٹی کو یہ اجازت نامہ منسوخ کرنا پڑا، مسجد کی اراضی ایک بڑھیا کے قبضہ میں تھی جس نے اسے اپنی بیٹی کے نام منتقل کر رکھا تھا، جناب غلام نبی نے بڑی کوشش اور منت سماجت سے اسے فروخت کرنے پر رضامند کیا اور اس طرح اس زمین کی قیمت الحاج لالہ غلام رسول نے ادا کی۔ گوجرانوالہ کے شہریوں نے وحدت فکر و عمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ کی قیادت میں 9 اکتوبر کو شام 7 بجے ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ادھر کا رخ کیا۔ مولانا موصوف نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اسوقت عاشقان رسول کی ہمت اور جرأت قابل دید تھی۔ ہر شخص اپنی بساط کے مطابق تعمیر کے کام میں مگن تھا۔ الغرض شام 7 بجے سے اذان فجر تک مسجد کی تعمیر پانی بجلی کی فٹنگ اور لاؤڈ اسپیکر سمیت ہر لحاظ سے مکمل تھی۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور نے اپنی جیب خاص سے تعمیر مسجد میں گرانقدر عطیہ دیا اور مسجد کا نام مکی مسجد تجویز فرمایا، مسجد کے متولی الحاج لالہ غلام رسول قرار پائے۔ کارکنان مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ ان حضرات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے اس مسجد کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قارئین کرام اس تاریخی کی مسجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا محمد اشرف مجددی خلیفہ مجاز حضرت نفیس الحسینیؒ اور مولانا مفتی محمد طاہر صاحب کی مشاورت سے سہ روزہ ختم نبوت کورس 2 تا 4 دسمبر بروز اتوار، پیر اور منگل کا انعقاد کیا گیا۔ کورس کے پہلے روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی نے کورس کے اغراض و مقاصد اور موجودہ دور میں اس کی ضرورت و اہمیت کے حوالہ سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ نسل نو کو عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت سے آگاہ کرنا علماء کرام کی ذمہ داری ہے۔ شیخ الحدیث مولانا داؤد احمد وصی نے قادیانی عقائد کفریہ کے عنوان پر گفتگو فرمائی۔ دوسرے دن مولانا محمد عارف شامی نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت پر تفصیلی بیان کیا اور مفتی مولانا غلام نبی صاحب نائب امیر مجلس گوجرانوالہ نے ختم نبوت کے لئے کام کرنے کے طریقہ کار اور سیرت امام مہدی علیہ الرضوان پر لیکچر دیا۔ آخری دن مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ''حیات مسیح اور اوصاف نبوت'' بیان فرمائے اختتام کورس پر ختم نبوت کا لٹریچر ماہنامہ لولاک فری تقسیم کیا گیا۔ تینوں دن شرکاء کورس کی بھرپور حاضری رہی۔ مسجد انتظامیہ، پروفیسر عبدالرحیم ریحانی صاحب، مفتی طاہر صاحب، مولانا عمران صاحب اور مقامی علماء کرام کے تعاون سے کورس بھرپور کامیاب رہا۔

☆☆..........☆☆

اسلام، کفر اور نفاق

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا سب سے اہم اور عظیم مقصد اِنسانیت کو کفر وشرک اور فسق وفجور کی تاریکیوں سے نکال کر اِسلام کی خنک روشنی میں لانا ہے۔ ’’یُخرِجُھُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَی النُّوْرِ‘‘ جو سعادت منداَفراد اُن کی دعوت کو لبیک کہتے ہیں وہ ’’مسلم‘‘ کے لقب سے مشرف ہوتے ہیں، اور جو لوگ اس دعوت پر کان نہیں دھرتے وہ ’’کافر‘‘ کہلاتے ہیں۔ کہنا چاہیے کہ دعوت نبوّت اِسلام اور کفر کے مابین حدِ فاصل کھینچ دیتی ہے، اس دعوت کو ماننے یا نہ ماننے کے نتیجہ میں اِنسانیت دو کیمپوں میں بٹ جاتی ہے: مسلم، کافر۔

حضرت خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لائے اور اس مبارک خطہ میں کلمۂ اِسلام غالب ہوا تو ایک تیسری قسم وجود میں آئی، جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو صدقِ دل سے قبول نہیں کیا تھا، نہ آپ کی تصدیق کے لیے وہ اپنے دلوں کو آمادہ پاتے تھے (ولمّا یدخل الایمان فی قلوبکم) لیکن اِسلامی سطوت کے سامنے اپنے کفر کے علانیہ اِظہار کی ہمت بھی اُن میں نہیں تھی۔ اُنہوں نے حالات کا رُخ دیکھ کر زبانی تصدیق اور قلبی تکذیب کا راستہ اختیار کیا اور ’’منافقین‘‘ کہلائے۔ یہ گویا اس اَمر کی تمہید تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے نتیجہ میں اِنسانیت کے تین کیمپ ہوں گے: اِسلام، کفر اور نفاق۔

دورِ نبوّت کے بعد نفاق کی تحریک نے دین میں ’’تأویل و اِلحاد‘‘ کا راستہ اپنایا اور اِسلام کا دَم بھرنے اور رسالتِ محمدیہ کا اِقرار کرنے کے ساتھ ساتھ فرائضِ اِسلام اور قطعیاتِ دین میں من مانی تأویلیں شروع کیں، لیکن صدیقی عزیمت نے (واللہ لأقاتلنّ من فرّق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ (مشکوٰۃ، ص:۱۵۷) .... اینقص فی الدین وأنا حیّ... (مشکوٰۃ، ص:۵۵۶) کہہ کر اس تلبیس کا پردہ چاک کیا اور اُنہیں مرتد قرار دے کر اُن کے خلاف فوج کشی کی اور یہ فتنہ جہاں سے اُٹھا تھا وہیں دفن ہوکر رہ گیا۔

فاروقی دور میں ہمیں اس تأویل واِلحاد کا سراغ صرف اتنا ملتا ہے کہ صبیغ نامی ایک شخص کو یہ دوران سر ہوا تھا، لیکن کھجور کی تر شاخوں نے اس کا فوری علاج کردیا۔

بعد میں یہ ’’تحریکِ نفاق‘‘، ’’باطنیت‘‘ اور تفلسف کے مختلف مظاہر میں وقتاً فوقتاً رُونما ہوتی رہی اور حق تعالیٰ شانہٗ صدیقی عزیمت اور فاروقی بصیرت کو اِمام احمد حنبل، ابوبکر بن ابی شیبہ، اِمام ابوالحسن اشعری، ابومنصور ماتریدی، ابوبکر بیہقی، ابنِ حبان، اِمام غزالی، حافظ ابنِ تیمیہ اور مجددِ الفِ ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اکابر کی شکل میں ظاہر کرتا رہا، جو اپنے اپنے وقت میں اپنے اپنے انداز میں ان نفاق پیشہ متأوّلین کی قلعی کھولتے رہے۔

اِرشادِ خداوندی:

’’انّا نحن نزّلنا الذّکر وانّا لہ لحٰفظون‘‘ (الحجر:۹)

اور اِرشادِ نبوی:

’’یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ، ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتأویل الجاھلین۔‘‘ (مشکوٰۃ:۳۶)

’’لا یزال اللّٰہ یغرس لھٰذا الدین غرسًا۔‘‘ (ابن ماجہ:۳)

غور کیا جائے تو اِسلامی تاریخ کا ایک ایک ورق ان ہی دو فقروں کی تفسیر ناطق ہے، گویا بتلایا جارہا ہے کہ ہر زمانہ میں غلط تأویل کرنے والے جاہل، اِسلام کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے باطل پرست اور دین میں گڑبڑ مچانے والے غالی رہا کریں گے، مگر حفاظتِ دین کا خدائی وعدہ ان کی سرکوبی کے لیے ایسے حضرات کی شکل میں پورا ہوگا جو صدق وصفا، عدل

وانصاف، دیانت وامانت اور علم وحکمت کا پیکر ہوں گے، چنانچہ یہی ہوتا بھی رہا، "ولن یخلف اللّٰہ وعدہ!"

چودھویں صدی میں یہ تحریکِ نفاق ظل و بروز کی شکل میں ظاہر ہوئی، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے (مختلف تدریجی قدم اُٹھانے کے بعد) نبوّت اور ''تشریعی نبوّت'' کا دعویٰ کیا، اور اپنے دعویٰ کے جواز کے لیے اُنہوں نے ''ظلِ محمدی'' اور ''بروزِ احمدی'' کی اِصطلاح اِیجاد کی، جس کا خلاصہ خود اُن ہی کے لفظوں میں یہ تھا:

''لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہوگیا ہو کہ باعث نہایت اتحاد اور نفیِ غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو، اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو، تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ ''محمد'' ہی ہے، گو ظلی طور پر۔'' (ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ، ص:۲۶۳، ایک غلطی کا ازالہ)

''مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو در حقیقت خاتم النبیین تھے، مجھے نبی اور رسول کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اِعتراض کی بات نہیں اور اس سے مہرِ ختمیت ٹوٹی نہیں، کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیتِ کریمہ: "واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم" بروزی طور پر وہی نبی الانبیاء ہوں اور اب سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی (اکفار الملحدین میں یہاں ''بھی'' چھپا ہے) وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوّت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنی اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔''

(ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ، ص:۲۶۵، ایک غلطی کا ازالہ)

مرزا غلام احمد صاحب نے ظلی اور بروزی اِصطلاح کو بڑی فراخ دلی سے اِستعمال کیا، اپنے کو ''ظلِ محمد'' کہا اور تمام اوصاف وکمالات، فضائل ومکارم (حتیٰ کہ نبوّت وختمِ نبوّت) جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص تھے، اپنے لیے ثابت کئے، اپنی نبوّت کو ظلی نبوّت کہا، اور نبوّتِ محمدیہ کے تمام خصائص اپنی طرف منسوب کئے۔ اپنی اہلیہ محترمہ کو اُمہات المؤمنین کا ظل قرار دیا، اور ظلی اُمت میں وہ اُمّ المؤمنین کہلائیں۔ اپنے مریدوں کو صحابہ کرام کا ظل بتلایا، (بلکہ ۳۱۳ بدری صحابہ کی اِصطلاح بھی اپنے ۳۱۳ اَحباب کے لیے جاری فرمائی)۔ اپنے خلفاء کو خلفائے راشدین کا ظل، اپنی بستی (قادیان) کو مکہ ومدینہ کا ظل، مسجد کو مسجدِ نبوی کا ظل: الغرض! اپنی ہر چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والی چیز کا ظل قرار دے کر وہ تمام اَحکام جو اصل کے تھے، اس ''ظل'' کے لیے ثابت کئے۔ اور قرآنِ مجید کی وہ آیات جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب تھا، یا ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف وکمالات بیان ہوئے تھے، انہیں اپنی ذات پر منطبق کیا اور دلیل صرف یہی تھی کہ وہ ''ظلِ محمد'' ہیں اور ظل اپنی اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔

اسی طرح مرزا صاحب نے ظلی طور پر ''مثیلِ مسیح'' ہونے کا بھی دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے متعلقہ نصوص پر اپنی ذات کو منطبق کیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام چونکہ ''اِبنِ مریم'' کہلاتے ہیں، اس لیے مرزا صاحب نے ''اِبنِ مریم'' بننے کے لیے بھی تأویل کی، گو انہیں اس میں کافی تکلف کرنا پڑا۔

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کے جاری رہنے کا اعلان کیا، گو ظلی طور پر ہو۔ اور خود مستقل شریعت ونبوّت کا دعویٰ کیا۔ اپنی وحی کو ''قرآن جیسی قطعی ویقینی'' کہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا دعویٰ کیا اور وہ تمام آیات واَحادیث جو حضرت عیسیٰ

مرزا غلام احمد صاحب کی بعض عبارتوں سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ اپنے کو صرف ظلِ محمدی اور ظلِ مسیحی ہی نہیں سمجھتے تھے، بلکہ تمام کمالاتِ انبیاء کا جامع اور سب سے افضل جانتے تھے۔ وہ اپنے دور کی رُوحانیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی رُوحانیت سے اکمل تصوّر کرتے تھے۔

علیہ السلام کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، یا ان کی تاویل کرلی یا انکار کردیا۔ لوگوں کو اپنی نبوّت و رسالت پر ''ایمان'' لانے کی دعوت دی، ماننے والوں کو ''مؤمن'' اور نہ ماننے والوں کو ''کافر'' قرار دیا۔ اور ان کے حق میں بعض ایسے الفاظ بھی استعمال کئے جن کا ذکر نامناسب ہوتا ہے۔ ان سے مناکحت کو ناجائز ٹھہرایا، اور ان کی نمازِ جنازہ میں شرکت سے منع کیا۔

مرزا غلام احمد صاحب کی بعض عبارتوں سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ اپنے کو صرف ظلِ محمدی اور ظلِ مسیحی ہی نہیں سمجھتے تھے، بلکہ تمام کمالات انبیاء کا جامع اور سب سے افضل جانتے تھے۔ وہ اپنے دور کی رُوحانیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی رُوحانیت سے اکمل تصوّر کرتے تھے۔ حاصل یہ کہ مرزا صاحب نے ظلِ احمد اور بروزِ محمدی کی تاویل سے پورے دین میں اس قدر تصرف کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی دین اور مرزا صاحب کے ''ظلی دین'' میں اتنا ہی بونِ بعید نظر آتا ہے جتنا کہ خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مرزا صاحب میں۔

علمائے اُمت نے مرزا صاحب اور ان کے معتقدین سے زبانی اور تحریری مباحثے کئے، ان کی ایک ایک تاویل کی غلطی واضح کی اور اس نئی نبوّت کا کامل ردّ کیا، اور جب تاویل کی غلطی واضح ہوجانے کے بعد بھی وہ نبوّت ولوازمِ نبوّت سے دست کش نہیں ہوئے تو ان کے بارے میں ''خارج از اسلام'' ہونے کا فتویٰ دیا۔

اس موقع پر یہ سوال تھا کہ دعویٰ نبوّت کے باوجود مرزا صاحب اور اُن کی اُمت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی پڑھتے ہیں، نماز روزہ کے بھی قائل ہیں، اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیین بھی کہتے ہیں، اگرچہ وہ اس تفسیر کو نہیں مانتے جو چودہ صدیوں سے مسلمانوں کے درمیان متواتر چلی آئی ہے، کیا ان حالات میں مرزا صاحب اور ان کی اُمت کو خارج از اسلام کہنا صحیح ہے؟ یہ سوال بلاشبہ اپنے وقت کا اہم سوال تھا، اور اس میں چند وجوہ سے کچھ اُلجھنیں پیدا ہوگئی تھیں:

اوّل تو یہ کہ:... بعض لوگوں کو یہی علم نہیں تھا - اور بدقسمتی سے اب تک نہیں - کہ اسلام اور کفر کے درمیان حدِ فاصل کیا ہے؟ ان حضرات نے غلط فہمی سے یہ سمجھ لیا تھا کہ جب تک ایک شخص از خود ''اسلام'' کی طرف نسبت کا انکار نہ کرے اور صاف صاف تبدیلِ مذہب کا اعلان نہ کرڈالے، خواہ وہ کیسے ہی نظریات رکھتا ہو، اُسے ''خارج از اسلام'' کہنے کا کوئی جواز نہیں۔ گویا کسی کے مسلمان اور نامسلمان ہونے کا مدار اُصول اور نظریات پر نہیں، بلکہ اس کے مسلمان کہلانے یا نہ کہلانے پر ہے۔ اب اگر ایک شخص ان تمام عقائد و اُصول کا انکار کردے جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے، مگر وہ تبدیلِ مذہب کا اعلان نہ کرے، تب بھی ان حضرات کے نزدیک اسے مسلمانوں میں شمار کرنا لازم ہے، بلکہ اگر کسی نئے دین و مذہب کو ''اسلام'' کے نام سے پیش کرے، تب بھی وہ مسلمان ہی رہے گا۔ نئی نبوّت، نئی اُمت، نئے دین کے باوجود مرزا صاحب کی بروزی تحریکِ نفاق کو اسی منطق نے ''مسلمان'' بنادیا ہے۔

دوم یہ کہ:... بعض غیرمحتاط فتویٰ بازوں نے مسئلہ تکفیر کو رُسوا کردیا تھا۔ جس طرح عدالت کے بعض افراد رشوت، جانب داری یا دُوسرے سفلی مقاصد کی خاطر قانون کا استعمال غلط کرنے لگیں تو پوری عدالت سے قوم کا اعتماد اُٹھ جاتا ہے، اسی طرح تکفیر کے بے محل استعمال نے نفسِ مسئلہ سے ناواقف لوگوں کو بدظن کردیا۔ غالباً اُس وقت کی اجنبی حکومت کے اشارہ سے بعض حضرات نے کفر کی ٹکسال قائم کر رکھی تھی، جہاں پکے سچے مسلمانوں کی ''کافرسازی'' بڑی فراخ دلی سے ہوتی تھی اور ''ایک سو ایک وجہِ کفر'' سے کم پر اکتفا کم ہی کی جاتی تھی۔ اس غیرمحتاط طرزِ عمل کا نتیجہ یہ ہوا

علمائے اُمت نے مرزا صاحب اور ان کے معتقدین سے زبانی اور تحریری مباحثے کئے، ان کی ایک ایک تاویل کی غلطی واضح کی اور اس نئی نبوّت کا کامل ردّ کیا، اور جب تاویل کی غلطی واضح ہوجانے کے بعد بھی وہ نبوّت ولوازمِ نبوّت سے دست کش نہیں ہوئے تو ان کے بارے میں ''خارج از اسلام'' ہونے کا فتویٰ دیا۔

کہ سرکار کے معتوب مسلمانوں کو تو کافر نہ بنایا جاسکا، البتہ واقعی کافروں کو کافر کہنا بھی مشکل ہوگیا، چنانچہ ''بروزی تحریک'' کو بھی اسی کھاتے میں ڈال دیا گیا۔

نے بنی کہ گاوے در مرغزار
بیالاید ہمہ گاواں دہ را

سوم یہ کہ:... مرزا غلام احمد صاحب نے تأویل و تحریف کے اتنے دبیز پردے اپنے دعوائے نبوت پر ڈال رکھے تھے کہ ان کو اُٹھانا بڑا وقت طلب کام تھا۔ ان کے مختلف اور بعض دفعہ متضاد دعووں کی روشنی میں یہ معلوم کرنا آسان نہیں تھا کہ وہ دراصل کیا کہنا چاہتے ہیں اور کس اَمر کے مدعی ہیں؟ علاوہ ازیں ان کی اور ان کی جماعت کی طرف سے خدا و رسول کی محبت اور اِسلام کی خدمت کا ڈھول اتنی شدت سے پیٹا گیا کہ اس کے شوروغل میں بہت سے لوگوں کی توجہ ان کے نظریات سے ہٹ گئی۔

اس مسئلہ میں بعض علمی اِشکالات اس لیے پیدا ہوئے کہ اکابر کی بعض عبارتوں کو صحیح نہیں سمجھا گیا، یا شاید اس کی کوشش نہیں کی گئی۔

مثلاً یہ طے شدہ اُصول پیش کیا گیا کہ: ''کسی کلمہ گو کی تکفیر جائز نہیں''، مگر یہاں یہ نظرانداز کردیا گیا کہ ''کلمہ گو'' کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ کیا اگر ایک شخص کلمہ پڑھ کر قرآن مجید کی کسی آیت کی تکذیب کرے یا بت کو سجدہ کرے، اسے ''کلمہ گو'' کہا جائے گا؟

یا مثلاً یہ اُصول کہ: ''مؤوّل کی تکفیر صحیح نہیں'' لیکن یہاں یہ تمیز نہیں رکھی گئی کہ ''مؤوّل'' کون ہے؟ کیا کوئی شخص پنج گانہ نماز کا کسی تأویل سے اِنکار کرے، اسے مؤوّل کہنا صحیح ہوگا؟

یا مثلاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ ارشاد کہ ''اگر کسی میں ۹۹ وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اِسلام کی ہو، اُسے کافر نہ کہا جائے'' اس کا مفہوم یہ بنایا گیا کہ اگر کوئی شخص ۹۹ باتیں کفر کی کہے اور ایک بات اِسلام کی کہہ دے اسے کافر نہ کہا جائے، مگر یہ نہیں سوچا گیا کہ قرآن مجید کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) آیات میں سے اگر کوئی شخص چھیاسٹھ (یک فی صد) کو مانے اور باقی کا اِنکار کردے، کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وہ مسلمان کہلائے گا؟

امام صاحبؒ کے اس ارشاد کا مفہوم تو یہ ہے کہ اگر کسی مفتی کے پاس کسی شخص کا ایسا قول ذکر کیا جائے جس کی ۹۹ تاویلیں غلط بنتی ہوں اور ایک تاویل صحیح نکلتی ہو تو جب تک قائل کے صحیح حالات اس کے سامنے نہیں آجاتے، اس وقت تک اسے ایک مسلمان بھائی کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے ہوئے اس کے کلام کا صحیح مطلب ہی لینا چاہیے، لیکن اگر وہ خود کہے کہ ''میرا مطلب یہ ہے'' تو ظاہر ہے کہ پھر ناوے اور ایک کا سوال ختم ہوجاتا ہے۔

الغرض! اِسلام اور کفر کا مسئلہ غلط فہمیوں اور بے احتیاطیوں میں اُلجھ کر رہ گیا، اور بعض ناواقفوں کو یہاں تک دھوکا ہوا کہ یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ اس موقع پر ضرورت تھی کہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں اسے پوری طرح نکھار کر رکھ دیا جائے، جس کے بعد نہ صرف زیر بحث ''بروزی تحریک'' کا صحیح موقف واضح ہوجائے بلکہ آئندہ کے لیے بھی اسلامی سرحدیں محفوظ ہوجائیں اور کسی ملحد کو در آنے کا موقع نہ رہے۔ ☆☆

ضروری اعلان

اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر، فضل اور احسان ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت کراچی'' کی مسلسل اشاعت کے ۳۷ سال مکمل ہوچکے ہیں۔ اس پر ادارہ اپنے معزز قارئین کی محبت، دلچسپی، تعاون اور سرپرستی کا تہہ دل سے معترف اور شکرگزار ہے۔ ہم اپنے قارئین سے ایک بات عرض کرنا چاہتے ہیں، جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں گزشتہ کئی سالوں میں مہنگائی کی وجہ سے ہر چیز کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے، لیکن ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کی قیمت میں تقریباً دس سالوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ لیکن اب حالات کی وجہ سے اس قیمت کو برقرار رکھنا ادارہ کے لئے انتہائی مشکل ہوگیا ہے۔ اس لئے یکم جنوری ۲۰۱۹ء سے ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کی قیمت فی شمارہ ۱۵ روپے اور زر سالانہ ۷۰۰ روپے کیا جارہا ہے۔ ہم اپنے قارئین سے بجا طور پر یہ توقع اور امید رکھیں گے کہ اس اضافہ کو قبول کرکے ادارہ کے ساتھ حسب سابق اپنا تعاون وسرپرستی مزید بڑھائیں گے۔ والسلام

محمد انور رانا، سرکولیشن منیجر

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

چمنستانِ ختمِ نبوّت کے گلہائے رنگارنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ وسوانح، حالات وحکایات
جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب
شاہینِ ختمِ نبوّت
مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ
قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت
حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486